

شمس الاسلام

ماہنامہ

* بہیرہ (پاکستان) *

* * *

بابت ماہ محرم الحرام ۱۳۷۷ھ

مطابق ماہ اگست ۱۹۵۷ء

★

تحت ادارہ

غلام حسین } امیر حزب الانصار بہیرہ
مدیر مسؤول } مولانا الحاج افتخار احمد اکوی } سالانہ چلہ
(پاکستان)

سالانہ چندہ

معاذین سے - ۵/-

غیر مالک سے - ۱/-

اللہ

سالانہ چندہ

عوام سے - ۱/-

طلبہ سے - ۲۱۸/-

اللہ

بیت مولانا احمد بکوی و مولانا
آغا علی حضرت مولانا مفتی راجہ صاحب بکوی امیر حزب لائسنس (پنجاب)

مجاناب

حزب لائسنس بکیرہ

اللہ کے دین کے مددگاروں کا گروہ

(لائسنس دینی دیرونی محمول سے اسلام کا تحفظ و اشاعت اسلام)

اغراض و مقاصد (۲) اصلاح رسوم و اتباع شریعت اسلامیہ اسرار و اشاعت علوم دینیہ -

طریق کار (۱) جمعیہ شمس الاسلام کا اجراء (۲) دارالعلوم غزنیہ پنجاب مسجد میمنہ پور اپنے مختلف شعبوں کے ذریعہ اسلام کی بہترین
سالانہ کانفرنس (۵) امیر حزب لائسنس مبلغین کے ہوا سالانہ تبلیغی دورہ (۶) کتب خانہ (۷) جامع مجوز بکیرہ کی مرمت -

جمعیہ کے قواعد و ضوابط

(۱) جمعیہ ہر ماہ انگریزی کی پانچ تاریخ کو پابندی وقت سے شروع ہوتا ہے مضامین ہر ماہ کی دس تاریخ کو وصول ہونے چاہئیں۔ مدیر کا مضمون نگار
صاحبان کی رائے سے تنقید ہونا ضروری نہیں (۲) ارکان حزب لائسنس کے نام جمعیہ مفت بھیجا جاتا ہے چندہ کنیت کم از کم چار آنہ ماہوار یا تین روپے
سالانہ مقرر ہے (۳) عام سالانہ چندہ سے معاوین سے ۵/- طلبہ سے ۱۰/- غیر مقررہ نمونہ کا پرچہ سالانہ کے مکمل وصول ہونے پر بھیجا جاتا ہے
(۴) رسالہ باقاعدہ تاریخ پرتال کے بعد بذریعہ ڈاک بھیجا جاتا ہے بعض رسائل راستہ میں تلف ہو جاتے ہیں ایسی صورت میں خریداری کی طرف سے
۱۰/- کی سہ تاریخ تک اطلاع وصول ہونے پر رسالہ دوبارہ بھیجا جاتا ہے اطلاع نہ ملنے کی صورت میں دفتر دہوار ہوگا (۵) جواب کھیلے جوائی کارڈ
یا مکٹ آنے چاہئیں (۶) ہندوستان دلے اپنا چندہ حاجی فضل الہی عبدالحیید صاحبان کیشن ایجنٹس ۱۵۰۰ ذاب مسجد طریٹ بمبئی دہشتان
کونڈیو منی آرڈر سال کریں (۷) بیزنس ڈاک اور خطوط بیزنس ہوں گے۔
جمعیہ خط و کتابت و ترسیل دربنام :- علامہ حسین ایدیسر طینچر شمس الاسلام بکیرہ پٹی (پنجاب) ہے

سرخ نشان

دائمہ بین سرخ نشان سالانہ چندہ ختم ہونے کی علامت ہے آئندہ ماہ کا رسالہ بذریعہ دی۔ بی ارسال ہو جائے گا
اخراجات سے بچنے کے لئے بہتر صورت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیں۔ خریداری کی طور پر تو اطلاع دیں خط لاری۔ بی واپس کر کے ایک اسلامی
ادارہ کو نقصان نہ پہنچائیں۔ خط و کتابت کرتے وقت خریداری کی خبر کا اظہار فرمادیں۔ (علامہ حسین ایدیسر طینچر رسالہ)

شمس الاسلام

ماہنامہ (بھیرہ)

جلد ۲۸ | محرم ۱۳۷۷ھ مطابق اگست ۱۹۵۷ء | شمارہ

فہرست مضامین

صفحہ	صاحبِ مضمون	مضمون	نمبر شمار
۴	ادارہ	بزم انصار	۱
۵	"	بابِ تفسیر	۲
۷	"	بابِ حدیث	۳
۹	ماخوذ از	مراسمِ غزائے اسلامی شریعت کے خلاف ہیں	۴
۱۵	امام اہل سنت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنؤی	اسماعیل شہداء کے ربلا	۵
۱۹	نوابیہ زادہ غلام دستگیر صاحب نامی لاہور	شیعہ و سنی میں مصالحت	۶
۲۰	ابوالاعلیٰ عیاض میاں عبدالحجید صاحب نالہ	شنائی اسلام عمر (نظم)	۷

یا تمام غلام حسین ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشرز شنائی بقی پریس سرگودھا میں چھپ کر دفتر تحریک شمس الاسلام جامعہ بھیرہ سے شائع ہوا

بزم انصار و کوائف کارکردگی حزب الانصار پھرہ

چیت چیت چیت (ادارہ) چیت چیت چیت

دارالعلوم غزنیہ میں تعلیم و تربیت کا سلسلہ جاری ہے طالبان علوم دینیہ نہایت محنت سے مصروف تعلیم ہیں۔

تبلیغ الاسلام مولانا محمد عظیم صاحب مدرسہ فضل دارالعلوم غزنیہ مبلغ حزب الانصار نے فتح گڑھ الہ آباد جاکے ۱۹ شمالی، چک ۱۸ شمالی - چاودہ، کوٹ حاکم خاں - خان محمد دالا جھادو و دیگر مقامات پر تبلیغی دورہ کیا۔

شمس الاسلام مندرجہ ذیل حضرات نے شمس الاسلام کی توسیع اشاعت میں حصہ لے کر ممنون فرمایا۔
جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(۱) محترم قاضی محمد رضا صاحب Nall

(۲) محترم میاں محمد ظہور حافظ محمد صاحبان

ڈیرہ اسماعیل خان

(۳) محترم حکیم محمد موسیٰ صاحب لاہور

(۴) محترم مولوی محمد معروف صاحب مٹاری

(۵) محترم حاجی نصیر بخش صاحب ملتان شہر

(۶) محترم مولوی یحییٰ شاہ الد صاحب آزاد کشمیر

(۷) محترم مولوی فقیر محمد عبداللہ صاحب میرا شریف

(۸) محترم مولوی یحییٰ صاحب بتی بالہ

(۹) محترم مولوی علم الدین صاحب چک ۱۴۴

(۱) محترم سید منظور الحق صاحب بخاری چک ۱۴۲

(۲) محترم خواجہ محمد رفیق صاحب سستی۔

(۳) محترم مولانا عالم الدین صاحب ہارن آباد

(۴) محترم سید مسٹر صاحب گورنمنٹ سکول منگ

(۵) محترم مولوی محمد موسیٰ صاحب ریتڑہ

(۶) محترم محمد عبداللہ صاحب گڈی غریب

(۷) محترم عبدالحق خان صاحب منگو

(۸) محترم حضرت حافظ میاں نوزہا نیال صاحب بہاول شریف

(۹) محترم شمس الوحید صاحب بٹ سکھڑہ

(۱۰) محترم ملک محمد خان صاحب بٹوار ڈھالی۔

باب التفسیر

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَيَا لَيْتُمْ أَكُنَّا مِنَ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَاللَّهِ هُوَ أَكْبَرُ
وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ فَمَن يَدْعُ اللَّهَ مَرَضًا وَلَهُمْ
عَذَابٌ أَلِيمٌ لِّمَن كَانَ لُوَاكِبٌ بُؤْسٌ

ترجمہ: اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو زبان سے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ ایماندار نہیں وہ اپنے نزدیک خدا اور ایمانداروں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں حالانکہ وہ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں اور انہیں شعور نہیں۔ ان کے دلوں میں (شک و کفر) کا مرض ہے سو اللہ نے ان کے مرض کو بڑھا دیا ہے اور ان کو (مرنے کے بعد) سخت (دردناک) عذاب ہے اس سبب سے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔

قرآن کے نزول کے بعد تین قسم کے لوگ پائے جاتے تھے مومن، کافر، منافق قرآن نے ہر سہ کا ذکر فرمایا ہے۔ سب سے پہلے مومنین مومنین کے صفات اور انکی رفعت شان کی توضیح فرمائی پھر اسکے بعد ایسے کفار کے حق میں جو قبل حق کا مادہ اپنی بدکرداریوں کی پاداش میں کھو چکے تھے۔ یہ فرمایا کہ قبول حق و شناخت اسلام کے لئے ان کے قلوب نکلیں سامعہ انکی باصرہ پر پردے پڑے ہوئے ہیں اور وہ جہل و جس کے تمام طریق مسدود ہیں۔

مصرحہ بالا آیات میں اس بڑی تیرہ بخت طائفہ کا ذکر ہے جن کو دنیا منافق کے نام سے پکارتی ہے یہ لوگ اپنی انتہائی کمزوری اور بے حد بزدلی کے پیش نظر شوکت و عظمت اسلام کا کھٹا کھٹا مقابلہ نہ کر سکتے تھے اور نہ ہی انہیں وہ فوٹیں اور طاقتیں حاصل تھیں جن سے وہ ان سرکف پہاد اور شجاع مسلمانوں کے حملوں کی تاب لا سکتے۔ اسلئے انہوں نے اپنے کفر کو دل کی عمیق گہرائیوں میں

پوشیدہ رکھا اور ہمیشہ اپنے اقوال سے اپنے آپ کو غلط مومن و مسلم ظاہر کرتے رہے مگر یہ ہزار چالیس چالیس۔ مخادعت و منافقت کی ہر نوعیت سے مطلب براری کی کوشش کریں لیکن علام الغیوب بہتر جانتے والے ہیں وہ مدد و قلوب کے پوشیدہ اور سر بہتر رازوں کو پوشیدہ کرنے والوں سے زیادہ جانتے ہیں۔ اس گروہ کے سرکار کا نام عبداللہ ابن ابی اسلول تھا مدینہ میں سید الانبیا والاخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے مدینہ کی سادہ لوح اقوام سے چاہا کہ اس پر لے درجہ کے دعا باز اور چال ساز کو اپنا رہنما تسلیم کر لیں ابھی یہی مدد زیر غور تھا کہ مدینہ کی خارجی میں شیعہ عالم افرود کا ورود مسعود ہوا جب اس زحیم کے اخلاق عالیہ نے مدینہ والوں کو اپنا رفیعہ و شیدائیا تو حقیقی جوہر کے سامنے ان بے قیمت گڑبوں کی کیا حقیقت و وقعت رہ سکتی تھی جاء الحق و زکھت الباطل ان الباطل کان زکھوقا۔

اس غضب و حد کی آگ نے ابن ابی کو دم بھر آرام نہ لینے دیا اور دل ہی دل میں اسلام کی مخالفت کی مٹانی اور فراق و خدع کے شجرہ نمیشہ کی آبیاری اپنا نصب العین بنایا اور اپنے ہی تیار کردہ ہر گرام کے مؤید بھی پیدا کر نیم کی سعی کی۔ اس کی سعی سے وہ اقتدار پر بند طبقہ بھی ہمواری کیلئے تیار ہو گیا جن کی استبدادانہ حیثیت کو اسلام نے فنا کر دیا تھا انیتو یہ ہوگا کہ منافقین کی ایک چھوٹی سی جماعت تیار ہو گئی جو اندر ہی اندر اسلامی اصولوں کی جڑ کھوکھلا کر ناچا ہتی تھی اور بہت ممکن تھا کہ وہ مسلمانوں کی سادہ

دل جماعتوں کو دھوکہ دہی میں کامیاب ہو جاتے۔ لیکن قدرت کو پرکھ کر منظور تھا کہ وہ محمد بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے شیرازیوں کو دھوکہ میں رکھتے فوراً اعلان فرمادیا کہ ہر منہ سے ایمان و اسلام کے ظہور حقیقت میں یمن نہیں اور خباثت نفس۔ ذاتی اغراض اور خود پرستی سے سب کچھ فنا کر چکے ہیں اللہ اور اللہ کے دین والوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں حالانکہ یہ اپنے نفسوں کو دھوکہ دے رہے ہیں اور سب سے عجیب تر معاملہ یہ ہے کہ یہ اپنے نقصان کو محسوس نہیں کرتے

اں کس کہ نہ داند و بداند کہ بداند۔
در جہل مرکب ابدالہر بماند۔

منفاق کے کیا معنی ہیں؟

ابا بیت اور لوازمات آیت آپ کے سامنے آگئے اور آپ نے سمجھ لیا کہ نفاق ابتداء کن واقعات سے ہوگا اور رئیسین المنافقین کون تھا اب یہ بھی دیکھنا ضروری ہے کہ نفاق کسے کہتے ہیں۔

منفاق کسے کہتے ہیں۔ منفاق کی چند

قسمیں ہیں اول یہ کہ زبان سے اسلام اور ایمان ظاہر کرے مگر دہرہ صاف منکر ہو۔ دوسرا ایک دہرہ صاف منکر تو نہ ہو مگر یقین بھی نہ ہو بلکہ متروک اور متذبذب ہو۔ تیسرا یہ کہ تصدیق تو ہو مگر کامل نہ ہو۔ جب دنیا اور غلبہ شہوت سے اس قدر مشغول ہو کہ دنیوی منافع کو دولت ایمان پر مقدم سمجھے اور یہاں اپنی دنیا کو نقصان پہنچتا دیکھے وہاں اپنی دولت ایمان لٹا دے اور ضائع کر دے۔

فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا
ان کی فطرت سلیمہ مکر و فریب کی تاریکی سے ڈھل چکی ہے پس جوں جوں فطرت کے موافق اصول دنیا پر نظر ہوا تو ان اصولوں کے خلاف عمل پیرائی سے مرض میں ترقی ہوتی گئی ہے

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

جس طرح جسمانی امراض کا نتیجہ جسمانی موت ہے اسی طرح روحانی امراض کا ثمرہ عذاب الیم ہے آسمانی پانی ہر درخت و تخم کی نمو کا باعث ہوتا ہے مگر کسی درخت میں اسی پانی سے کاٹے اور کٹے پھل آتے ہیں اور جس کا تخم اچھا ہوتا ہے اس سے اچھے عمدہ اور خوشبودار پھل پھول نکلتے ہیں اسی طرح قرآن جو تخم روح کے لئے آسمانی پانی ہے اس سے مومنوں کو شفا ملتی ہے اور ان کی روحانی ترقی ہوتی ہے اور جن کی فطرت میں کجی ہو ان کی مرض بڑھتی ہے اور بھیرہ عذاب الیم کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے

(بقیہ صفحہ ۷)

- (۷۹) حنظلہ بن اسد شیبانی
- (۸۰) سالم کلبی غلام آزاد سنی مزہب
- (۸۱) اسلم بن کثیر اعرج از دی
- (۸۲) عالس بن جلیب نیا کروی
- (۸۳) سعد بن عبد اللہ اطبقی
- (۸۴) مسیح غلام آزاد سیدنا حسین
- (۸۵) شوق غلام آزاد خاگر
- (۸۶) یاسم بن عتبہ
- (۸۷) نبیس بن مینہ
- (۸۸) عبد بن حسان
- (۸۹) زمیر بن حسان

(بقیہ صفحہ ۷)

باب الحدیث

أَفْضَلُ لَذِكْرٍ لِّلَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ - (ترمذی)

(ترجمہ) بہترین ذکر لا الہ الا اللہ ہے

اور انسانیت کے ذکار کا ذمہ دار صرف اسلام ہی ہے چونکہ خود داری کے یہ کوششے عزت نفس کے یہ مظاہر اور ذکار انسانیت کی یہ امواج توجید جیسے بنیادی عقیدہ کی کافہ مائیکال ہیں اسلئے آقائے نامدار سید الاولین والاخرین قلہ ابی دمی نے ارشاد فرمایا کہ سب سے بہترین ذکر خدا کی توجید ہے جو صحیح معنوں میں ... لا الہ الا اللہ کے الفاظ سے ادا کی جاسکتی ہے اور اس ورد کو افضل لَذِکْر کے معزز و موقر خطاب سے اسلئے نوازا تاکہ مسلمان کا حال و قال اور دل و دماغ ایک لمحہ کیلئے بھی توجید سے غافل نہ ہو جائے دنیا کی لاکھ مصروفیتیں و تیش آجائیں بے شمار حوادث کا سامنا ہو جائے مگر توجید کا تصور ایک لمحہ کے لئے بھی آنکھوں سے اوجھل نہ ہو

أَحِبُّ لَكَ اللَّهُمَّ إِلَهِي اللَّهُ سُبْحَانَ اللَّهِ وَمَجْدُكَ (مسلم)

خدا کے نزدیک محبوب ترین کلام سبحان اللہ مجدہ کے الفاظ ہیں

صرف اسلام ہی ایسا مذہب ہے جس نے اپنی بے پناہ طاقت اور عظیم المثال طرز بیان سے انسان کو حقیقی توجید سے واقف کیا آج خدا کی زمین پر ایسے مسخ شدہ مذاہب موجود ہیں جو اسلام سے پہلے توجید کے نام سے آشنا نہ تھے انہوں نے اسلامی توجید کی بے پناہ کشش کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ عقدہ توجید کے ابطال کی قوت نہ پا کر اپنے مشرکانہ عقائد کو ہی توجید قرار دینے کی ناکام سعی کی۔ اسلام کے سوا کوئی ایسا مذہب مسلک نہیں جس نے آقائے حقیقی کی صحیح شناخت کرائی ہو۔ کوئی آگ کی پرستش کرنے میں توجید کا مدعی ہے کوئی جادات و خود ساختہ بتوں کے سامنے اپنی معزز جبین کی تذلیل میں مقصود عمل ہے اور بعض سائنسدانی کے مدعیوں کی دماغی پریشانی اور خط کی فراوانی کا یہ عالم ہے کہ وہ سرے سے توجید فی التثلیث تین میں سے ایک کے قائل ہو گئے۔

محرم حال

تبسّیح و تقدیس توجید الہی کے مفہوم کا ایک لازمی جزو تھا توجید کے اذعان و ایقان کے بعد خدا نے قدوس کی تبسّیح و تحید کرنا بھی حقیقت میں توجید کا ترائہ گانا ہے

ارباب بصیرت اچھی طرح جانتے ہیں کہ استخلاف فی الارض کے ذقت جب ملائکہ کو علم ہوا کہ یہ جلیل القدر مہتمم بالشان خدات آدم علیہ السلام کے مقبوض کے جارہے ہیں تو انہوں نے یلگاہ

مقدس مذہب اسلام اور صرف اسلام ہی ہے جس نے انسانی جبین کی وقعت و وقار کو محفوظ رکھا اور اعلان فرمایا کہ یہ معزز سر خطا کے سوا کسی دوسرے کے سامنے خم نہیں کیا جاسکتا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ عِبَادًا مِّثْلَکُمْ۔ آج انسانیت اسلام کی زمین منت ہے

نتیجہ دہی ہے جسکا نتیجہ حدیث شریف میں موجود ہے
(بقیہ ص ۱۸)

(۵۴) سیف بن مالک الضاری

(۵۵) عامر بن مسلم الضاری

(۵۶) جویر بن مالک الضاری

(۵۷) ضرغام بن مالک الضاری

(۵۸) بن عجلان الضاری

(۵۹) ابوغامہ الضاری

(۶۰) عمار بن ابی سلامہ الضاری

(۶۱) شیب بن حارث الضاری

(۶۲) مالک بن مترج الضاری

(۶۳) محمد بن النضر الضاری

(۶۴) محمد بن مقداد الضاری

(۶۵) قیس بن ریحی الضاری

(۶۶) حرمین یزید ساجی

(۶۷) مصعب برادر محمد ساجی

(۶۸) علی بن حرمین یزید ساجی

(۶۹) عوفہ غلام علی پسر ساجی

(۷۰) سلیمان غلام آزاد سیدنا حسین رضی اللہ عنہ

(۷۱) قاب غلام آزاد سیدنا حسین رضی اللہ عنہ

(۷۲) طاہر غلام آزاد دین الحق خراسانی

(۷۳) اسد بن ابی دجانہ

(۷۴) مجمع بن عبد اللہ عاندی

(۷۵) عمار بن حسان بن مترج طائی

(۷۶) جذب بن حجر خولانی

(۷۷) یزید بن زیاد بن مطاہر کندی

(۷۸) جبیلہ بن علی شیبانی (بقیہ ص ۱۹)

اہلی میں انسانی مظالم اور لاجور سے کب مجسم کی خامکاریوں
کا تذکرہ کرتے ہوئے داجحل فبجھا امن لیکنف الد ماء

اپنے حقدن قیدیہ کا اظہار کیا۔ اور نہایت ہی انکسار سے عرض

کیا کہ نحن لنبی محمد ﷺ و لقتل من کد۔ جب ہم

آپ کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں تو پھر خلافت الہیہ کا محل ہمیں

کیوں نہیں بھڑایا جاتا اور اس فقید المثل افتخار سے ہمارے

مقدور کو کیوں نہیں نوازا جاتا۔

یہ تھی انکی بڑی کارگردگی جس کی بنا پر وہ علوم مرتب و رفعت

نشان کے مستدعی و ملحق تھے حالانکہ ان کیلئے اور ملکیت صفات

بھی بہت تھے مگر اپنے حقدن سے صرف اسی حق کو ممتاز کر کے

بیٹن کو ناصاف صاف بتلا رہا ہے کہ اس عبادت الہیہ کو

بہت بڑی اہمیت حاصل ہے جو کسی دوسری عبادت کو نہیں

لا یدخل الجنة تمام (بخاری مسلم)

- چنچور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

اسلام کا اتقاء مسلمانوں کے اتحاد ملی و قومی پر موقوف ہے

جینک مسلمان تالیف قلب اتحاد و عمل جیسے زرین اوصاف سے

منصف نہیں ہونگے انکا عرصہ حیات تنگ و درزندگی کا ہر پہلو

تاریک رہینگا۔ متفاق اور التفاق کی لحت کے تاراج دنیا سے

پوشیدہ نہیں چونکہ اسلامی ترقی کا بنیادی اصول اتحاد ہے

اور اتحاد بغیر تالیف قلوب کے میسر نہیں آتا اسلئے ضروری ٹھہرا

کہ ان تمام اسباب کا خاتمہ کر دیا جائے جو متفاق و التفاق

کے آتش کہہ کو گرم کر کے اسلامی ترقی میں حائل ہوں ان علل و

اسباب میں زیادہ تباہ کن مرض چنچوری کی مرض ہے اس

متعدی وبا کی موجودگی میں متفاق موجود اور التفاق معدوم رہتا

اور جو شخص متفاق کے بڑھانے کے لئے اپنی انتہائی طاقت

صرف کر رہا ہے وہ حقیقت میں اسلامی روحانیت کو قضا

کر رہا ہے ہر وہ شخص جو اسلام سے محبت نہیں رکھتا اسکا

۔ مراسم غراسرپا اسلامی شریعت کی خلاف ہیں

اسلامی شریعت کی اساس و بنیاد ہر کتاب اللہ و سنت رسول

مشہور و شیعہ مفسر قرآن ابو الحسن علی بن ابراہیم قمی اپنی تفسیر قمی میں اسی طرح کی روایت کرتے ہیں تفسیر صافی میں بھی اسی طرح کی روایت ہے اور اسی طرح کی روایت ابی عبد اللہ حضرت امام جعفر صادق سے بھی قول تھالی ذکا یعیناک فی مصروف کی تفسیر میں فروغ کافی جلد دوم ص ۲۲۸ پر منقول ہے۔

کتاب و سنت کے بعد اب فقہائے اسلام کے فتاویٰ ملاحظہ ہوں۔

فقہی روایات

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب

حدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:۔ عشرہ محرم میں تخریبہ داری اور تخریبہ یا قبر و مکی صورتیں بنانا جائز نہیں کیونکہ تخریت داری اس بات کا نام ہے کہ لذیذ چیزیں اور زینت چھوڑ دے اور نگین صورت بنائے۔ یعنی سوگ والی عورتوں کی طرح بیٹھے تو مرد کو یہ کسی موقع پر شریعت سے ثابت نہیں ہے ہاں عورت کو اپنے شوہر کے مرنے پر ہم ماہ دس دن سوگ (کا حکم) آیا ہے اور اگر شوہر کے سوا اس کا دوسرا رشتہ دار مرے تو عورت کو (صرف) تین دن سوگ جائز ہے نین دن بعد جائز نہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے..... جسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

اس مجلس میں زیارت اور گریز داری کی نیت سے جانا بھی جائز نہیں ہے کیونکہ وہاں زیارت کی چیز نہیں ہے کہ اس کے لئے حاضر ہو۔ اس جوہر اک ساختہ او مستند قابل

زیارت نیستند بلکہ قابل ازالہ اند۔

یہ کٹریاں جو اسی کی بنائی ہوئی ہیں زیارت کے قابل نہیں ہیں

قرآن کریم تہریم کے ابتداء و مصائب پر صبر کی تعلیم دیتا ہے۔

وَلْيَسْلُوا لَكُمْ بَشِيرًا مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ..... وَأَوَّلِيَاكُمْ

ہم المہتدون (بقبرہ) مالی نقصان اور جانی وفات وغیرہ

ہر نوع کی آسائش و مصیبت کے وقت صبر کرتے اور اللہ انا اللہ

راہجون کہنے پر ابراہیم خلیل کی بشارت عظمیٰ موجود ہے یہی لوگ رحمت بانی

کے متقی اور راہ ہدایت پر گامزن ہیں۔ یہ تو عام ضیاع مال اور

اتلاف جان کا حال ہے یہی شہادت اشہادت توفیقات انسانی کا

نقطہ مخرج و منتہا ہے ایشاد ربانی وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْسِ

فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ؕ هُمْ شُهُدَاءُ فِى سَبِيلِ اللَّهِ كَوْمَرْدَه کہنتک روک

دیا گیا ہے۔ واقف کر لیا اگر مصیبت کبریٰ ہے تو اس پر صبر کا حکم جو

جزع فرزع و جود ماتم اور سوگ سبیا پاتو تجلیات قرآنی کے یکسر خلاف

ہے۔

سنت رسول

شیخہ اور سنی دونوں مذاہب میں اتنی رسوم سے متعلق سنت کی تعلیمات میں توافق

کمال ہے لہذا یہاں شیخی مذہب کی مخالفت

و متبرکت کتب سے سنت کی ترجیحی زیادہ موزوں ہوگی

۱) کلینی و علی ابن ابراہیم بر سند ہائے معتبر حضرت صادق روایت

کرده انلام حکیم گفت یا رسول اللہ! کرام معروف است کہ خدا غفۃ

است کہ ما مصیبت تو دلاں نہ کنیم حضرت فرمود کہ در مصیبت ما و طا نچہ

برودے خود مزید و روئے خود را مخرائید و مومے خود را مکیند و گریبان

خود را چاک مکیند و جائز خود را شیا مکیند و دوا و ملا مکیند پس بر اس شرط

حضرت ایشان را بیعت کرد۔

(حیات القلوب جلد دوم باب فتح مکہ)

بلکہ مٹانے کے لائق ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

من دای منکد منکرا... (درواہ مسلم) جو شخص کوئی غیر شرعی چیز دیکھے تو اس کو ہاتھ سے مٹا دے اس کی طاقت نہ تو نہاں سے اور اسکی بھی طاقت نہ تو دل سے جبراً جانے اور یہ ایمان کا بہت ہی ضعیف درجہ ہے۔ اور تفسیر داری کی مجلس میں مرتبہ کتاب سننا اگر اس میں صحیح حالات نہ ہوں بلکہ کذب و افتراء اور بزرگان (دین) کی تحقیر تو ایسا مہر تہ کتاب سننا بھی جائز نہیں بلکہ اس قسم کی مجلس میں حاضر ہونا بھی ناہنسی ایسی مجلس قابل ازالہ و نابود کردن است۔

مٹانے اور نابود کرنے کے لائق ہیں (فتاویٰ عزیزی مطبوعہ دہلی ص ۲۷۷) (۲) حضرت مولانا عبدالحی صاحب غرنگی خلی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

سوال :- تحزیب کو بنظر اعتقاد نہیں بلکہ بطور تماشا دیکھنا درست ہے یا نہیں؟

جواب :- تحزیب میں تماشا کیا ہے؟ امر بدعت کو نہ دیکھنا چاہئے بدعت چیز مٹانے کے قابل ہے اسکو ہاتھ یا زبان سے دفع کرنا چاہئے اگر اسکی طاقت نہ ہو تو دل سے برا جانتا چاہئے اور یہ ایمان کا انتہائی ضعیف درجہ ہے

(فتاویٰ مولانا عبدالحی جلد سوم ص ۱۲۷) جلد دوم ص ۱۱۹

تخریب داری عشرہ محرم میں یا دوسرے کسی دن اور تحزیب یا قبروں کی صورت بنانا یا علم یا دلیل نکالنا وغیرہ یہ سب کام بدعت ہیں نہ قرآن اہل بیرو تھے نہ ثنائی میں نہ ثالث میں..... اپنی تراشی اور گھڑی ہوئی چیزوں کی تعظیم جانتا بت پرستوں کا شیوہ ہے۔ نئی بات دین میں ایجاد کرنا اور اسکو موجب افتخار و باعث ثواب جانتا طرفہ تماشہ ثواب و عقاب کا معاملہ عقلی نہیں بلکہ توفیقی ہے

آپنج شارح حکم دہد بیاں کار بند باند شد جو شارسع (علیہ السلام) حکم دیں اس پر کار بند ہونا چاہئے۔

ایں چو بہا کہ رختہ انسان است قابل ازالہ است

یہ نکتیاں جو انسان کی بنائی ہوئی ہیں مٹانے کے قابل ہیں..... اور اگر یہ خیال ہو کہ ہم اس تحزیب کو حضرت امین کی یادگار کا ذریعہ سمجھتے ہیں تو معلوم ہونا چاہئے کہ کسی کی یاد اسی طریقہ سے کرنی چاہئے جس طریقہ سے شریعت میں جائز ہے کیونکہ نصاریٰ بھی حضرت عیسیٰ کی یاد مٹانے کیلئے صلیب تیار کرتے ہیں تو اُس میں اور اسمیں کیا فرق ہوگا؟..... اور سید کو بی۔ پیٹر سے پھاڑنا، نوہ کرنا سر میں خاک ڈالنا اور بالوں کو پریشان کرنا ممنوع اور حرام کاموں میں سے ہے مجمع البرکات میں ہے مرد کو سیاہ کپڑا پہنا، کپڑے پھاڑنا، منہ نوچنا بال پریشان کرنا۔ سر پر خاک ڈالنا۔

والضرب علی الصلوات الفحشاء۔ سید اور ان پر ہاتھ مارنا اور قبروں پر آگ جلانا رسوم جاہلیت میں سے ہیں اور باطل کذا فی المضممرات انتحی (فتاویٰ مولانا عبدالحی جلد دوم) (۳) علامہ صحیحات سندھی ثم المدنی (المتوفی ۱۳۳۷ھ) فرماتے ہیں :- راضیوں کی برائیوں میں سے ہے کہ وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن کو ماتم کا دن بناتے ہیں زینت ترک کر دیتے ہیں۔ غم کا اظہار کرتے ہیں نوہ گر عورتیں روتی ہیں حضرت حسین کی قبر کی تمثال بناتے ہیں اور اسکو سنوارتے ہیں اور گلی کوچوں میں بھرتے ہیں اور یا حسین یا حسین کہتے ہیں۔

اور ناجائز اسراف کرتے ہیں یہ سب بدعت ہیں (ارکعتنی ہذا الرقصہ) (۴) ملا احمد رومی رحمۃ اللہ علیہ نے ان رسوم عزرائی حرمت پر جامع امت نقل کیا ہے نیز امرائے اسلام و حکام دین پر مامی رسوم کو رد و کنا واجب قرار دیا ہے فرماتے ہیں :-

ہ قصہ خواں جو لوگوں کو عاشورہ کے دن شہادت کا واقعہ سناتے ہیں اور سنگے سر ہوجاتے ہیں اور لوگوں کو مصیبت پر اظہار افسوس کیلئے قیام کا حکم کرتے ہیں۔ یجب علی و کلاۃ الذین ان یبعوہم والمستعون لا یجذرون فی الاستماع دن کے حاکموں پر واجب ہے کہ انکو روکیں اور سنتے والے بھی سنتے میں محذورہ ہو نہ

(گناہگار ہوں گے)

... اپنی باتوں میں سے وہ ہے جو یوم عاشورہ بہت سے لوگوں نے ایجاد کیا ہے اسکو ماتم کا دن بنایا ہے اس دن نوکرتے ہیں اور رونا بیٹنا اور جلاؤں کو تکلیف دینا من الملوکات المتکبرات
بلکہ باللہ وسنت رسولہ والاتفاق المسلمین -
ان خلاف تفرع باتوں میں سے ہیں جو کتاب اللہ سنت رسول اور
اجماع اہل سنت سے ممنوع ہیں (محاسن الابواب)

شیعی مذہب میں رسوم غرا کی حرمت

صرف اہل سنت سواد اعظم ہی کا رسوم غرا کی حرمت پر اتفاق نہیں۔ بلکہ شیعی مذہب میں بھی ماتم ممنوع ہے چند روایات ملاحظہ ہوں۔
(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جسم اقدس کو غسل دیتے وقت حضرت علی نے کہا۔

لولا امرت بالصبر و تخفیت عن الجزع لانتقلنا علیک ماء الشون۔ اگر آپ نے ہمیں صبر کرنے کا حکم اور جزع فزع سے منع نہ فرمایا ہوتا تو آج ہم آپ کی وفات حسرت آیات پر آنکھوں کا پانی ختم کر دیتے (نسخ البدایۃ جلد دوم ص ۲۵۷)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت علی کو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات پر بھی رونے و صونے سے منع فرمایا تھا۔

(۲) اور ذیل کی روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات تفریع اور رحلت مقدسہ پر اپنی محنت جگر حضرت سیدہ بطول رضی اللہ عنہا تک کو ماتم و نوہر سے بصراحت منع فرمایا۔

ابن بابویہ لیسند معتبر انما ہم محمد باقر روایت کردہ است کہ حضرت رسول در ہنگام وفات خود بھرت و اظہار گشت کہ اے خاطر چوں میرم روئے خود را برائے من خراش گیسوئے خود را پریشان کن و اوایل مگو در من نوہر کن و نوہر مرا را مطلب۔ احیاء القلوب جلد دوم باب در وصیت حضرت رسول و جلاء العیون فروغ کافی جلد دوم ص ۲۳۸

غور فرمائیے:- جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تفریع پر اور خود لحدت جگر رسول حضرت سیدہ بتول کو بھی نوہر ماتم آہ و ناری، جزع فزع کی اور نوہر خوانی کے لئے جلد جلوس بلانے کی اجازت نہیں تو اور کسی کی وفات پر کیا اجازت ہو سکتی ہے؟ پھر یہ حضور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آخری قول ہے لہذا فاحات سابقہ اور دلائل اباحت کے لئے خط نسخ ہے۔

واقعہ کو بلا سے متعلق رسوم غرا کی ممانعت۔

اس بھی عمومی کے لئے خاص واقعہ کر بلا اور شہادت امام عالی مقام سیدنا حسین سے متعلق ممانعت ملاحظہ ہو خود امام عالی مقام ارشاد فرماتے ہیں۔

(۳) حضرت امام زین العابدین سے روایت ہے کہ میدان کربلا میں پر ہنگام سیدنا حسین نے اپنی وفات سے تھوڑی دیر پہلے اپنی خواہر محترمہ کو:- وصیت فرمود اے خواہر گرامی تو اسوگندے مہم کہ چل من از تیغ اہل بغا بجا لم بقا رحلت نا یم گریبان چاک کنید و روحرا شید و وادید گوئید۔

(جلاء العیون از کتاب فخر مجلسی مطبوعہ اہل ان ص ۳۸ باب قضایا کربلا) غور فرمائیے:- یہاں یہ وسوسہ بھی دور ہو گیا کہ حضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے ماتم کی جو منع فرمائی ہے یا سیدنا حضرت علی اور حضرت سیدہ رضی اللہ عنہما کو اپنی وفات پر رسوم غرا کی جو ممانعت فرمائی ہے وہ عام وفات پر ہے شہادت پر نہیں، امام کی مظلومانہ شہادت پر یہ سب کچھ جائز ہے۔ یہ وسوسہ ختم ہو گیا جب امام مظلوم نے از تیغ اہل بغا بجا لم بقا اپنی رحلت بلان ماتم رسوم کو پسوگندے تاکید منع فرمادیا یہاں بحجت حسین کا طلسم بھی ٹوٹ گیا جو محبت حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہما کو حضرت امام مظلوم سے ہے وہ اور کسی مدعی محبت کو گلب ہو سکتی ہے اس کا عشر عشر بھی تو نہیں ہو سکتی۔ جب حضرت سیدہ کو ماتم اور ہائے وائے کہنے کی اجازت نہیں تو اور کن محبت کا دعوئے کر کے گلی باز ماتم کر سکتا ہے اور کوہ

کو ہائے حسین ہائے حسین کہہ سکتا ہے؟

(۴) حضرت امام عالی مقام نے مدینہ سے روانگی کے وقت بھی صبر کی تلقین فرمائی اور جزع فرزع سے منع فرمایا۔

ابن قولیہ بسند امام محمد باقر روایت کر دہ است چوں امام حسین ارادہ نمود کہ از مدینہ طیبہ بیرون رود و محذرات بنی ہاشم جمع شدند و صلابہ نوہ و زاری بلند کردند آں امام مظلوم چوں نالہ و بے تابی ایشان را مشاهده نمود فرمود شہداء سو گندم دہم کہ صبر پیش آورید و دست از جزع فرزع و بے تابی بردارید (جلال العیون ص ۳۵۳)

امہ آل طہار کے ارشادات۔

چونکہ صبر عند اللہ کا محبوب و مطلوب ہے اور صابرین کی تشریف کریم میں مدح آئی ہے اور صبر ہی کو ہدایت کے مقام پر تائید اور انعامات و افضال ربانی کا مستحق فرمایا گیا ہے اسی لئے امہ کرام رحمہم اللہ نے بھی صبر کو بتائیکدام اور جزع سے بے شدت نہی فرمائی ہے۔

ایمان اور کفر کی علامت۔

صبر کو نشان ایمان اور جزع فرزع کو علامت کفر قرار دیا ہے

(۵) ابو عبد اللہ امام جعفر صادق نے فرمایا صبر اور مصیبت دونوں مومن کی طرف دہڑکراتے ہیں مومن پر مصیبت آتی ہے اور وہ صبر کرتا ہے اور جزع فرزع اور مصیبت کافر کی طرف دہڑکراتے ہیں کافر پر مصیبت آتی ہے اور وہ جزع فرزع کرتا ہے (فردغ کافی جلد اول ص ۱۲۱) ایک اور روایت میں بھی امام عالی مقام نے صبر کو لازمۃ ایمان اور جزع فرزع کو خاصۃ کفر فرمایا ہے۔ فرمایا:۔

(۶) اذا ذهب الصبر ذهب لايمان۔

جب صبر ساتھ چھوڑ دے تو ایمان جاتا رہتا ہے (اصول کافی ص ۲) امام زین العابدین کا ارشاد ملاحظہ ہو فرمایا (۷) الصبر من الايمان بمنزلة الراس من الجسد ولا ايمان لمن لا صبر لہ۔ (اصول کافی جلد اول ص ۱۲۱) صبر کا تعلق ایمان سے ایسا ہے جیسا سر کا درجہ بدن سے اور جس میں

صبر نہیں اسکا ایمان نہیں

صبر اور جزع فرزع۔

صبر حاصل جزع فرزع و نوحہ و ماتم اور سوگ سیا پائی صند ہے جیسا کہ شہرہ آفاق شیعی مجتہد علامہ طوسی کا قول ہے الصبر حبس النفس عن الجزع عند المکروه و هو يمنع الباطن عن الاضطراب واللسان عن التکلیت والاعضاء عن الحركات الغير المعتادة۔

(مرآة العقول جلد ۲ ص ۱۸)

صبر مصیبت کے وقت نفس کو جزع فرزع کرنے سے روک لینے کا نام ہے اور صبر دل کو اضطراب پر لیشانی اور زبان کو شکوہ شکایت سے اور ہاتھ پاؤں وغیرہ اعضا کو خلاف عادت (ناشناختہ حرکات سے روک لینا ہے۔

اب یہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں کہ موجودہ مراسم غرامیں جو وظائف ادا کئے جاتے ہیں وہ مظاہرہ صبر ہیں یا تماشا ئے جزع! مانتی جلوسوں میں ہاتھ پاؤں اور زبان سے جو افعال و اوراد صادر ہوتے ہیں وہ عادت و معمول کے مطابق ہیں یا خلاف؟ اور اطمینان

و سکون قلب کے مظہر ہیں یا اضطراب و پریشانی خاطر کے غماز؟ ۵! یہ مظاہرہ صبر ہی بس امام صابر کے نام پر کیا جاتا ہے جس نے وطن و اموال حبان و اولاد اور نوحان اسراہ فی سبیل اللہ قربان کر دیے نگہات تک نہ کی۔ اصغر اکبر ابو بکر، عمر، عثمان و قاسم کی تربیتی ہوئی لاشوں کو اپنے ہاتھوں پر اٹھایا مگر زبان پر حرف شکایت نہ آیا، قلب باطن پر سے طور پر صابر ہوا تو زبان پاک پر ہر لمحہ ثنا کر! اس صابر و شہدا کو امام کی یاد میں یہ مظاہرہ صبر ہی پر مشورہ شیعوں یہ نالہ و بکا میرا کہہ دے یہ نوحہ و ماتم، یہ سینه کوبی و پریشانی حالی یہ سوگ سیا پائی ایک یہ حادثہ کہ بلائے کوئی کم حادثہ ہے؟ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اور پھر طرفہ تماشہ ملاحظہ ہو کہ امام مظلوم کی سنت مقدسہ کے خلق یہ سب کچھ کر کے اسے امام کی خوشنودی کا ذریعہ اور امام سے محبت کا مظاہرہ سمجھا جاتا ہے اناللہ وانا الیہ راجعون۔

کیا ان حضرات کو اپنی ذمہ داریوں کا قطعاً احساس نہیں رہا یا ان کے قلوب خوفِ خدا سے بالکل خالی و عاری اور موانعہ حشر سے یکسر مستغنی دیے پروردگار

ہو گئے ہیں؟
مولوی محمد اسماعیل صاحب کا قول و فعل

مولوی اسماعیل صاحب کا قول نوم اسٹیم غرا کے مزدور نے تخریب سے متعلق یہ ہے کہ: — شبیہ تخریب نہ واجب ہے نہ فرض بلکہ مستحب ہے (صد اوقت ۵ جولائی ص ۱۰ و ۱۱ جولائی ۵۶ ص ۱)

لیکن عمل یکمختصرہ داری کے نام اور آل پاکستان اغراض داری کو نسل کے کنوینر ہیں اور سارا سال ماتم اور ماتمی رسوم و تقریبات میں مصروف رہتے ہیں۔

دلیل یا دین سے تمسخر۔

پھر اس کے دھوب کی ایک دلیل یہ دی جاتی ہے کہ اصل میں تو یہ جلوس وغیرہ واجب فرض کچھ بھی نہیں لیکن جب ایک مومن اس کی منت مان لے تو اس کا پورا کرنا واجب اور فرض ہو جاتا ہے اگر یہ دین مذہب اور تمغہ نہیں ہے اور واقعی دلیل ہے تو پھر سینوں کے محلوں میں جن کے گھروں کے سامنے اور ان کی دکانوں کے آگے جلوس غرا نکالنے کی منت ماننے کی بجائے یہ نذر کیوں نہ مانی جائے کہ سہ سے سینوں کو ملک بدر کر دیا جائیگا۔ یا ان کو بے نام و نشان کر دیا جائیگا تاکہ نہ رہے بانس اور نہ بچے بالائسریٰ یہ کاشٹا ہی نکل جائے اور یہ بزرگ بے روک ٹوک پوری آزادی سے اپنی منتیں پوری کر کے فرائض و واجبات دین کی تکمیل فرماتے رہیں۔

مولوی محمد اسماعیل صاحب کی زبانی آپ یہ
تخریہ کا بانی
مسلمہ مکر کے حیرت و استعجاب کا انحصار
نفسانیہ کا کمالی رسوم اور خصوصاً جلدوس
عزا کے مکر و مخور تخریہ کا بانی نہ بنی ہے نہ علیؑ نہ حسنؑ ہے نہ حسینؑ نہ
کوئی صحابیؑ نہ تابعیؑ نہ ائمہ اطہار میں سے کوئی امامؑ نہ کوئی شیعی عالم
ذواصل و مفسر و مجتہد بلکہ تخریہ کا بانی ہے تیمور لنگ۔

مسئلہ غایر دونوں مذہب متفق ہیں۔

تحقیق بلا سے یہ دلچسپ حقیقت واضح اور بے نقاب ہوئی کہ غرارداری کے مسئلہ پر دونوں مذاہب بالکل باہم متفق و متحد ہیں سستی مذہب کی طرح شیعہ مذہب میں بھی مراسم غرارداری کے لئے کوئی جگہ نہیں، لکن اب اللہ کے بعد بطرح بخاری شریف اور مسلم شریف میں ان کی تردید موجود ہے اسی طرح کافی ہکلیسی، انجیل المبلاغۃ وغیرہ میں بھی شیعہ بدترجید ہے پھر ائمہ اہل سنت کی طرح ائمہ آل اہل ہد سے مراسم و وظائف غزاکہ پر زور و حرمت و مذمت منقول ہے جب مذاہب میں قطعی گمراہی فرق نہیں تو اب سوال یہ ہے کہ اہل مذہب میں یہ بعد المشترقین کیوں ہے ؟ جب شیعہ مذہب کی تمام معتبر کتب میں مردوجہ ماتم اور سیا پاکا نام و نشان تک نہیں ملتا تو آج ہمارے شیعہ بھائیوں میں یہ کہاں سے آگیا ہے نہ کہیں ٹھکانہ دل کا نہ کہیں نشان جگر کا۔

میرا چارہ گرسے حیران کیہ درد پھر کدھر ہے۔

شیعہ علماء کی کمزوری :- حقیقت یہ ہے کہ یہ کرشمہ ہے نرم سے نرم الفاظ میں شیعہ علماء کی کمزوری کا۔ ابے علم اور تعلیمات دین سے یکسر بے خبر عوام نے جب ایک بالکل بے اصل دے بنیاد چیز کو اپنا لیا اور اسے اپنے دین کی اساس اپنے ایمان کی جان اور اپنی حیات اجتماعی کی روح قرار دے دیا تو شیعہ علماء و مجتہدین عصر نے اپنے اندر عوام کی مخالفت کی ہمت نہ پا کر تعلیمات دین کے خلاف ان کی ہاں میں ہاں ملانا شروع کر دی بلکہ بعض اعظم تر کسی غرض و مصلحت کے پیش نظر تو دھبی الزام میں شریک ہو گئے دین حق کی مظلومی کا اس سے درد ناک مرحلہ اور کیا آئے گا کہ آج پورا ملت جو جعفریہ میں ایک بھی عالم و فاضل بزرگ ایسے نظر نہیں آتے جو برسرِ میدانِ کل کرتبِ تعلیماتِ جعفریہ کا اظہار و رندِ مذہبِ امامیہ کی اشاعت کر سکے۔

و تکرار کس ضابطہ اخلاق یا اصول دین کے مطابق جائز ہے ؟

مروجہ سبوس

یہ تو بحث تھی مطلق تحریہ سازی اور تحریہ داری کی باقی رہی
تحریہ براری ! گلی گلی تحریئے یا گھوڑے کے پیچھے پیچھے نکلے اور خود
دکلاں کا جلوس نکالنا، ڈھول بجانا، نوحے پڑھنا اور نوحوں میں
یارانِ رسول صحابہ کرام کی ذاتِ پاک پر ناپاک حملے کرنا۔ اس کا تو
کہیں بھی ثبوت نہیں۔ یہ رسم مجاہدہ ہیت کدائی کے ساتھ اہل
سنت کی دل آزاری کے لئے فرنگی کے دور حکومت میں ایجاد و اختراع
ہوئی۔ اور اس کی فوریشن محض سودا اعظم کے خلاف جہار خانہ
اقدام کی ہے۔ (بتکریہ دعوت)
(بقیہ ص ۷)

(۹۰) حماد بن انس

(۹۱) و قاص بن مالک

(۹۲) خالد بن عمر (۹۳) شریح بن عبید

(۹۴) مالک بن انس (۹۵) مالک بن انس ثانی۔

(۹۶) عبداللہ بن قمر۔

(۹۷) یحییٰ بن السیم۔

(۹۸) عمر بن مطاع۔

(۹۹) عالس بن شیت

(۱۰۰) عبداللہ بن سعد۔

(۱۰۱) جہاد بن حارث۔

(۱۰۲) عمر بن حیا دا۔

(۱۰۳) سعد بن خطلہ یتیمی

(۱۰۴) یزید مہاجر صفی۔

مولوی صاحب لکھتے ہیں — جلی قلم سے سرخی ہے

اب یہ بھی سن لو کہ تحریہ کس نے بنایا۔

تحریہ کا بانی امیر تیمور رحمۃ اللہ ہے اللہ اکبر شانِ روضی تحریہ کو وقت
نزع مختار دو عالم سرہانے آگئے یہ حال تو امیر تیمور کا وقت نزع تھا
اب فوراً دیکھئے مرنے کے بعد امیر تیمور کس منزل میں پہنچے۔

امیر تیمور بعد مرگ بدر بار رسالت

باب صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت یہ نشان اس کی ہے جس نے تحریہ بنایا۔ امیر تیمور
علیہ الرحمۃ (صدقت ۵ جولائی ۱۳۷۰ء ۲۰ جولائی ۱۳۵۶ء)۔
”تحریہ کا بانی“ امیر تیمور علیہ الرحمۃ واقعہ شہادت کو بلا سے
صدیوں بعد کا ایک عجیب بادشاہ ! اور ”تحریہ داری“ دین و ایمان
کی اصل اساس اور مومن کی رگ حیات !

۶۔ ناطقہ سرنگیساں کہ اسے کیا کہئے۔

الحجۃ فکریہ

جب قرونِ اولیٰ میں تحریہ کا وجود ہی ناپید ہے اس ایجاد
کا سہرا اعلیٰ حضرت امیر تیمور علیہ الرحمۃ کے سر پر ہے۔
زمانہ خیر میں اس کا نام و نشان تک نہیں ملتا۔

اور تحریہ داری (۱) تشریح کے نزدیک نہ فرعون و اجب
زیست و زیادہ سے زیادہ مستحب ہے۔ اور ہر اہل سنت کے
تربیک یہ بدعت موعود اور حرام ہے تو کیا یہ مناسب
ہے کہ اہل تشیع مفاد و مناسبات و بین المسلمین کے مفاد
جلیلہ کے پیش نظر اس امر مستحب کو ترک فرمادیں۔

آخر ایک ایسے امر مستحب پر — جو علائ شیعہ سنی مفاد
و مفاد کا باعث اور فرقہ دارانہ کش مکش کا موجب ہو — اصرار

اسماء شہداء کے کربلا

(حضرت مولانا عبد الشکور صاحب لکھنؤی)

بے نیازانِ مفران بدرگاہِ الہی کے بخت بلند کا حصہ بنایا تھا
بصدِ خوشی و مسرت و بہار رضا و تسلیم برداشت کیا۔ اور
ومن الناس من يَشْرِي نفسه ابتغاءَ مرضاةِ اللَّهِ
کا عملی ثبوت دنیا کے سامنے پیش کر کے بتلا دیا کہ لے
عاشقانِ کشتگانِ معشوقِ اند

بر نیاید ز کشتگانِ آواز ۱۱۱

شہداء کی اس کثیر تعداد میں اہل بیت کے کون کون لوگ تھے
ان کے کیا نام ہیں انہوں نے کتنوں کو قتل کیا۔ کس کس کے ہاتھ سے
شہادت پائی۔ مودت فی القربا کے اعتقادی ماننے والے
نہ سنا سکتے ہیں نہ بتلا سکتے ہیں یہ ایک عجیب بات ہے کہ محبت
اہل بیت کے دعویدار اور انکا بچہ بچہ یہ تو جانتا ہے کہ خدا کو بلا
ہوتا ہے قرآن میں کی بیشی اور تحریف ہوئی ہے رسول علیہ السلام
صا انزل الیہ کی تبلیغ کامل طور پر نہ کر سکے۔

ام المؤمنین بھی باوجود قرآنی گواہی کے (العیاذ باللہ) مہتمم ہیں۔
اور صحابہ کرام اور بعض بزرگانِ اہل بیت بھی (منوذ باللہ) غاصب
ظلم و مزہد ہیں لیکن جن کی محبت کلامِ بھرتے ہیں اور اٹھتے بیٹھتے
سوئے جاتے، چلتے پھرتے اردتے بیٹتے آٹھوں پہر جن کا نام لیتے ہیں
ان کے ساتھ یہ سلوک کہ ان گنے چنے چند بزرگان کے علاوہ اور کسی
سے کوئی تعلق اور علافہ ہی نہیں۔ ان کی سیرت و اخلاق، فضائل
و تیلمات سے تو کیا واسطہ ان منتخب کردہ بارہ اہل بیت کی اولاد اور ان
سے قریبی قرابت رکھنے والوں اور کربلا میں شہادت پانے والوں
کے نہ تو نام ہی معلوم نہ ان کا زبانی سے کوئی ذکر و تذکرہ۔ مجلس

تاریخ و سیر کی کتابوں سے شہداء کے کربلا کی تعداد میں بہت کچھ اختلاف
معلوم ہوتا ہے۔ سیدنا حسین کے ساتھ شہادت پانے والوں کی مجموعی
تعداد تقریباً ایک سو یا کم و بیش تھی ان میں آپ کے اہل و عیال
گھرانے کے لوگ اور آپ کے اصحاب و موالی بھی تھے اور مہاجر و
انصار کی افلاہیں اور دوسرے قبائل کے لوگ بھی تھے۔

شہیدانِ اہل بیت کی تعداد عبدالبر نے استیجاب میں محمد بن
حنیفہ سے نقل کی ہے کہ ایک دن میں اولادِ فاطمہ کے سترہ بہادر
شہید ہوئے۔ صواعقِ محرقہ میں مرقوم ہے کہ حضرت حسین کے
ساتھ میدانِ کربلا میں شہادت پانے والوں میں آپ کے بھائی
بیٹھے، بیٹے، حضرت جعفر طیار اور حضرت عقیل کی اولاد
سب انیس آدمی تھے اور بعض اکیس بیان کرتے ہیں۔

تذکرہ سبط ابن الجوزی میں لکھا ہے کہ حضرت فاطمہ کی اولاد سے اٹھ
دن انیس آدمی شہید ہوئے۔

شاہ عبدالحق صاحب نے ثابت بالسنہ میں اہل بیت کے
شہداء کی تعداد سولہ لکھی ہے۔

شاہ عبدالغفر صاحب نے ایک سائل کے جواب میں اہل بیت
کے سترہ آدمیوں کی تفصیل بیان کی ہے جو دشتِ کربلا میں شہید
ہوئے۔ اسی طرح اور دوسرے افعال و روایات ہیں۔ معتبر کتابوں
سے تحقیق و افتد کر کے ذیل میں ان کشتگانِ کربلا کے نام تبرکاً
درج کئے جاتے ہیں جنہوں نے راہِ حق میں پروانہ دارِ شاہِ شہیدان
کربلا حضرت حسین کے ساتھ اپنے رب کی رضا کے لئے اپنی جان فدا
کی اور قربانی کی ان خوشگوار تکالیف و مصائب کو بخواند سے معبود

ہیں رکھ سکتے۔ اور نہ ہی حضرت حسنؑ اپنے پدر بزرگوار کی طرح اپنے صاحبزادوں کے نام ان بزرگوں کے نام پر رکھتے۔

اسکے گرامی شہیدان اہلبیت و مجال اہلبیت
- رضی اللہ عنہم اجمعین -

۱ بنا کر دند خوش رسمے بناک و خون غلطیدن
۲ خلافت کن دایں عاشقان پاک طینت را -
۳ حضرت جعفر بن عقیل بن ابی طالبؑ -

۴ نورالحین ہیں ہے کہ آپ نے پندرہ آدمی کو قتل کیا
۵ کامل میں آپ کے قاتل کا نام بشیر بن حوط ہمدانی لکھا ہے
۶ حضرت عبدالرحمن بن عقیل بن ابی طالبؑ -

۷ آپ نے مخالف لشکر کے پچاس آدمی مارے آپ کا
۸ قاتل عبداللہ بن عروہ نضعی ہے اور کامل میں قاتل کا نام عثمان
۹ بن خالد جہمی لکھا ہے

۱۰ حضرت عبداللہ بن عقیل بن ابی طالبؑ -

۱۱ حضرت محمد بن ابی سعید بن عقیل بن ابی طالبؑ -

۱۲ حضرت عبداللہ بن مسلم بن عقیل بن ابی طالبؑ -

۱۳ سیدنا حسینؑ سے قرابت فریبہ رکھنے والوں میں یہ سب
۱۴ سے پہلے شخص ہیں جو تمام اعوان و انصار کے شہید ہونے کے
۱۵ بعد سب سے پہلے لڑے۔ نورالحین میں ہے کہ آپ نے نوے
۱۶ آدمی قتل کئے۔ نوافل مزاح میری نے آپ کو شہید کیا کامل میں ہے
۱۷ کہ آپ کا قاتل عمر بن صبح صدادی تھا اور بعض کہتے ہیں کہ آپ نے
۱۸ مالک بن اسیر صہری کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرمایا۔

۱۹ حضرت محمد بن عبداللہ بن جعفر طیار بن ابی طالبؑ - سیدنا حسینؑ
۲۰ کے حقیقی بھائی - حضرت زینب کے صاحبزادے ہیں انہوں نے

۲۱ دس آدمی مارے - قاتل کا نام کامل میں علم بن انشل قبی لکھا ہے
۲۲ حضرت عون بن عبداللہ بن جعفر طیار بن ابی طالبؑ -

میں مرتبہ پڑھتے ہوئے حضرت حرکا تذکرہ بھی کر دیا جاتا ہے اور
ان کے بھائی بیٹے اور غلام کا بھی۔ حضرت قاسم کی شادی کی غلط

روایت کو بھی شہرت دی جاتی ہے۔ سیدنا علیؑ اصغرؑ علیؑ ابی طالبؑ
علمدار کا ذکر بھی ہوتا ہے مامؑ اور سیدہ کوبی کے وقت حسینؑ حسینؑ
حسینؑ حسینؑ بھی زبان پر ہوتا ہے اور کبھی کبھی حسنؑ کا لفظ بھی اس کے ساتھ
ملا دیا جاتا ہے مگر نہیں ذکر آتا ابوالاخر حضرت علیؑ کے پوتے ابوبکرؑ
کا عمر کا جو حضرت حسنؑ کے صاحبزادے ہیں اور حضرت حسینؑ کے حقیقی

بھتیجے۔ ابوبکرؑ اور عثمانؑ کا جو حضرت علیؑ کے صاحبزادے اور سیدنا
حسنؑ حسینؑ کے علاقائی بھائی ہیں حضرت عقیلؑ اور جعفر طیارؑ -

۲۳ کی اولاد کا جو اہل بیت میں داخل ہیں اور قرابت فریبہ رکھتے ہیں۔
یہ سب میدان کربلا میں شہید ہوئے۔ ظلم قتل کئے گئے حضرت
حسینؑ کے رشتہ دار بھائی - بھتیجے - اور بھائی ہیں۔ حضرت حسنؑ
کے بیٹے۔ حضرت علیؑ حضرت عقیلؑ اور حضرت جعفر طیارؑ کی اولاد ہیں

جن خاص وجوہ کی بنا پر اہلبیت کے ان اصحاب گرامی کی محبت و ذکر
مردعیان دلائل اہلبیت کے دلوں میں اور زبانوں پر نہیں ہے اکی
تفصیل ایک مقالہ میں مشغل بھی جائے گی تاہم یہ بات ظاہر و بین ہے
کہ ہر شخص اپنی اپنی اولاد کا نام اچھے سے اچھا رکھتا ہے اور کم از کم اپنے
دشمنوں کے ناموں پر تو اپنی اولاد کے نام نہیں رکھتا۔ جن سے عداوت ہو
اور عداوت بھی خدا و رسول کے حکم سے ان کے نام سے اولاد جیسی محبوب
ترین شے کو موصوم کیا جاسکتا ہے؟ یا ان کے نام پر اپنی اولاد کا نام رکھا
جایا کرتا ہے جن سے دلی محبت، غلبی نسبت اور حقیقی اخوت و موافقت
ہو سکتی ہے۔

عقل سلیم، انصاف، ایمان، انسانی ہوش و حواس تو اس مشابہہ و
تجربہ بولہ میہ کا انتظار نہیں کر سکتے۔

حضرت علیؑ کو حضرت ابوبکرؑ حضرت عمرؑ حضرت عثمانؑ سے محبت نہ تھی
تو آپ کبھی اپنی عزیز اولاد کا نام اس کے مبارک و مقدس ناموں پر

انہوں نے ستائیں آدمی مامے عبداللہ بن قطبہ ملائی آپ کا قاتل ہے

(۸) حضرت ابوبکر بن حسن بن علی بن ابی طالبؓ۔

سیدنا حسین کے حقیقی بھتیجے۔ حضرت حسن کے صاحبزادے۔ ان کے قاتل کا نام حرمہ بن کاہن ہے

(۹) حضرت عمر بن حسن بن ابی علی بن ابی طالبؓ۔

سیدنا حسین کے حقیقی بھتیجے۔ حضرت حسن کے صاحبزادے۔ (۱۰) حضرت عبداللہ بن حسن بن علی بن ابی طالبؓ۔

سیدنا حسین کے حقیقی بھتیجے۔ حضرت حسن کے صاحبزادے۔ (۱۱) حضرت قاسم بن حسن بن علی بن ابی طالبؓ۔

سیدنا حسین کے حقیقی بھتیجے۔ حضرت حسن کے صاحبزادے۔ آپ کی عمر تقریباً انیس برس تھی۔ آپ کے قاتل کا نام سعد بن عمر بن نفیل از دی ہے (کامل)

آپ کے ساتھ حضرت حسین کی دختر جناب سکینہ کے نکاح کی روایت فریقین کے نزدیک ہے مرویہ اور غلط ہے اور روایت ددرایت دونوں کے اعتبار سے صحیح نہیں۔

(۱۲) حضرت محمد بن علی بن ابی طالبؓ۔

سیدنا حسین کے علاقائی بھائی۔

(۱۳) حضرت عثمان بن علی بن ابی طالبؓ۔

سیدنا حسین کے علاقائی بھائی ہیں۔ آپ کے قاتل کا نام یزید الطیبی ہے۔

(۱۴) حضرت ابوبکر بن علی بن ابی طالبؓ۔

سیدنا حسین کے علاقائی بھائی۔ آپ کے قاتل کا نام قلامہ موصلی ہے یا عبداللہ بن عقیقہ عفری یا زحیر بن بدر ہے۔

(۱۵) حضرت جعفر بن علی بن ابی طالبؓ۔

سیدنا حسین کے علاقائی بھائی ہیں۔

(۱۶) حضرت عباس بن علی بن ابی طالبؓ۔ سیدنا حسین کے علاقائی بھائی۔ لشکر کے علمبردار آپ کو سقاہل بیت بھی کہتے ہیں۔

کیونکہ شیر خوار علی اصغر اور بی بی سکینہ کے لئے آپ فرات پر پانی لینے کے لئے گئے تھے۔

(۱۷) حضرت عبداللہ بن علی بن ابی طالبؓ۔

سیدنا حسین کے علاقائی بھائی۔ آپ کا قاتل بانی بن نوید مغربی ہے

(۱۸) حضرت علی اکبر بن حسین بن علی بن ابی طالبؓ۔

سیدنا حسین کے بڑے صاحبزادے۔ آپ کے قاتل کا نام ابن نمیر ہے یا منفردین مرعیدی ہے۔

(۱۹) حضرت علی اصغر بن حسین بن علی بن ابی طالبؓ۔

سیدنا حسین کے شیر خوار صاحبزادے۔ جب پیاس کی وجہ سے بے تاب اور مدھال ہوئے لگے پدر بزرگوار نے گود

میں لے کر لشکر کے سامنے جا کر ان کے لئے پانی طلب کیا۔ انقیار میں سے کسی بد بخت کے نوک ثیر نے اس محصوم طفل کی پیاس بجھائی۔ اور رحم اس تشدد دہن پر نہ کیا۔

(۲۰) حضرت حسین بن علی بن ابی طالبؓ۔

تاریخ یا نعلی میں ہے کہ آپ کی ولادت پانچویں شعبان مسکدہ میں ہوئی تاریخ اعتبار سے یہی یا فخری کا قول زیادہ صحیح ہے اگرچہ مذکور السنۃ میں شعبان کی پچھٹی لکھا ہے اور ایک قول بارہویں رمضان

بروز ہجرات کا ہے اور ایک روایت میں آخر ربیع الاول

سہ ہے

شہادت آپ کی با اتفاق جمیع مؤرخین و اسباب سیر و سوس

محرم یوم جمعہ بعد زوال آفتاب سلسلہ میں واقع ہوئی۔

(سرا لشہادتین)

- ۲۸۔ عرب بن جند حفزمی -
 ۲۹۔ بربر بن جعفر ہمدانی - یا یزید بن حصین ہمدانی
 ۳۰۔ زہیر بن قیس بجلی -
 ۳۱۔ بلال بن نافع بجلی -
 ۳۲۔ عبداللہ بن عمر کلبی -
 ۳۳۔ وہب بن عبداللہ کلبی -
 ۳۴۔ یزید بن جند حفزمی -
 ۳۵۔ قیس بن مہر صیداوی -
 ۳۶۔ عمر بن خالد صیداوی -
 ۳۷۔ سعید غلام آزاد عمر بن خالد صیداوی -
 ۳۸۔ عبداللہ بن عروہ غفاری -
 ۳۹۔ عبدالرحمن بن عروہ غفاری -
 ۴۰۔ شہید بن عبداللہ غفاری -
 ۴۱۔ قاسط بن زہیر تغلبی -
 ۴۲۔ کردوس بن زہیر تغلبی -
 ۴۳۔ کنانہ بن عقیق الضاری -
 ۴۴۔ عمر بن جنتیجہ -
 ۴۵۔ عبداللہ بن یزید قیسی -
 ۴۶۔ عبید اللہ بن یزید قیسی -
 ۴۷۔ یزید بن ثابت قیسی -
 ۴۸۔ نقیب بن عمرو غزوی -
 ۴۹۔ سالم غلام آزاد عامر بن مسلم -
 ۵۰۔ زہیر بن بشیر جعفی -
 ۵۱۔ حجاج بن مسروق جعفی -
 ۵۲۔ بن معقل جعفی - (۵۳) مسعود بن حجاج الضاری
- ۱۔ شریف اختلاف ہے -
 ۲۔ خدادی کی روایت ہے کہ آپ کی عمر شہادت کے وقت ۵۴ سال پچھماہ تھی -
 ۳۔ نوزاد ہمارے میں لکھا ہے کہ آپ پچیس سال یا نایہ کے تھے -
 ۴۔ محاروف میں ۵۴ سال لکھا ہے استیجاب میں ۵۵ یا ۵۶ سال ہے اور تاریخ یافعی سے بھی اٹھاون سال مسلم ہوتا ہے مگر غیر لشہار دین میں پچیس سال یا پچ ماہ یا پچ دن مرقوم ہے اور یہی معتبر ہے - ولادت شریف کے بیچ تاریخ کے اعتبار سے بھی اسی کی صحت راجح ہے -
 ۵۔ علی صغریٰ شہادت سے پہلے آپ کے تمام بھائی بھتیجے، بھانجے، بیٹے، اور ساتھی ایک ایک کر کے جد ہر جگہ تھے - اس طفل صغیر کے بعد اب سیدنا حسین تنہا رہ گئے -
 ۶۔ جب آپ بھی راہ خدا میں کام لے چکے تو اب صرف آپ کے صاحبزادے سیدنا زین العابدین باقی رہے جو جوان تھے اور ایسے بیمار گزرتے گئی کی امید نہ تھی - کچھ بچے اور بیسیل تھیں جن سب کو گر بلا مجھے یزید کے پاس اور پھر مدینہ منورہ پہنچایا گیا - سیدنا حضرت زین العابدین حضرت شاہ شہیدان کو بلا کی ظاہری دباطنی دولت کے وارث ہوئے -
 ۷۔ اور آپ کی اولاد سے سیدنا حسین کی نسل باقی رہی -
- (۱) حضرت فیروز (فیروزان) سیدنا حسین کے غلام -
 (۲) حضرت سعد حضرت علی بن ابی طالب کے غلام -
 (۳) مسلم بن عوسہ اسدی -
 (۴) حبیب بن مظاہر اسدی -
 (۵) المن بن کاہن اسدی -
 (۶) حیان بن خثیم سلیمانی اسدی -
 (۷) بشیر بن عمر حفزمی -

شیعہ و سنی میں مصالحت

نادر شاہ بادشاہ ایران کا کارنامہ

شیعہ اور سنی کو ایک کرنے کی کامیاب کوشش۔

(مولانا پیرزادہ غلام دستگیر صاحب فاضل لاہور)

یہ مضمون تاریخ بھال کشائے نادری سے ماخوذ ہے جو پنجاب یونیورسٹی کے نصاب فاضل میں داخل رہی ہے اور جسے شیعی تاجرخ مبارک علی نادر والی نے طبع کرا کر شائع کیا ہے۔

اس کتاب کا مصنف محمد مہدی بن محمد نصیر استر آبادی قانع نگار نادر شاہ بادشاہ ہے لہذا صحت

مضمون میں شائبہ شک نہیں۔

میں نے تصدیق مضمون کے لئے مسٹر لین پول کی کتاب سجات فرمانروایان اسلام اور ایم اے کے فارسی کورس میں شامل مسٹر لی براؤن کی لٹریچر آف پیرشیدہ (تاریخ ادب فارسی) سے چند نوٹ لیے ہیں امید ہے کہ یہ مضمون شیعہ و سنی کے نزاع کو مٹاتے کے لئے ایک دلیل کا کام دے گا اور اباب لبت و کشاد نادر شاہ کے طرز عمل کو اختیار کر کے مسلمانوں میں اختلاف دور کرنے کی کوشش کریں گے۔

ایران جو مذہب شیعہ کا گہوارہ ہے اس میں تعصب بہت کم ہو گیا ہے میں نے وہاں کی طبع شدہ دو کتابیں مہر زندگانی محمد اور "جامی" مطالعہ کی ہیں جن سے ثابت ہے کہ ایرانیوں میں ہندوستانی شیعوں جیسا تعصب نہیں۔

اور یہاں جو ابھی منافرت پیدا ہے وہ انگریزوں کی پالیسی (رٹاؤ اور حکومت کرد) کا نتیجہ ہے جیسا

کہ مولانا خلیفہ علی اظہر نے کتاب مدح صحابہ میں بیان کیا ہے۔

والسلام علی من اتبع الهدی

(غلام دستگیر نامی لاہور)

شیعہ اور سنی میں علت نزاع

کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے جس نے شیعہ سنی اختلاف پیدا کر کے مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچا یا تھا۔

ماخوذ از شجرات فرمانروایان اسلام

نادر شاہ کی سرپرستی ایران۔

صفوی خاندان کو بربادی سے بچانے کے لئے نادر شاہ انتشاراٹھا اس نے وہ تمام علاقے فتح کر لئے جن پر دوسروں کا قبضہ ہو چکا تھا۔

نادر شاہ عظیم الشان فتوحات دیکھ کر اہل ایران صحرائے منہاں میں جہاں کہ قلعہ آتشو سے پل کر خمیر زن ہوا تھا حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ کہ آپ ایران کی سلطنت کو سنبھال لیں نادر شاہ نے جواب دیا کہ شاہ طہاسب اور شاہ عباس بادشاہ اور بادشاہ زادہ ہر دو موجود ہیں ان کو کیا اور جس کو چاہو حکومت سپرد کر دو۔ ہم نے چند سال کوشش کر کے تمہارا ملک اور قیدی، افغانوں، روسیوں اور رومیوں سے واپس لے دیئے ہیں۔ اور اب ے

حالیہ مصیحت وقت دراز مے بیہم۔

کر کشم رخت بر مے خانہ و خوش نشینم۔

یعنی میں گو شہ میں بیٹھ کر آرام کرنا چاہتا ہوں۔

ایرا میوں نے یہ بات سن کر عرض کیا ے

تاز مے خانہ دے نام و نشان خوابد بود

بر مے خار و راہ پیرمخال خوابد بود

یعنی ہم آپ کا پد چھوڑ کر کہاں جائیں ہم تو آپ ہی کی اطاعت

ایران کی قومی مجوسی حکومت کا عہد فاروق اعظم صنی الدینہ میں ختم ہو گیا اور اسلامی خلافت نے تسلط جما لیا۔ خلافت راشدہ کے بعد بنی امیہ کی حکومت خالص عربی حکومت تھی جب شکست میں اس کی جگہ بنو عباس قابض ہوئے تو ایرانیوں کو سراسر ٹھانے کا موقع ملا۔ خلیفہ ہارون الرشید کی ایک بیوی ایرانی تھی۔ ایرانیوں نے اپنے بھانجے مامون الرشید کو اس کے سوتیلے بھائی امین کے خلاف جو زبیدہ خاتون کے بطن سے تھا مدد دے کر اپنا التوسیدہ کیا اور خلیفہ کے ماتحت بڑے بڑے عہدوں پر چھانکے اور اتنی طاقت حاصل کی جس کا توڑ نامامون اور اسکے جانشینوں کے لئے ناممکن ہو گیا۔ اور متحد دایرا فی فرمانروا خاندان پیدا ہو گئے۔ جنہوں نے عربوں کے اصول کے خلاف کہ حکومت کسی کی وراثت نہیں بلکہ حاکم وہ ہو جسے جمہور لائق سمجھ کر منتخب کریں۔ حکومت کو قدیم ایرانی طرز پر وراثت قرار دینے کی زور شور سے تبلیغ کی جس کے اثر سے پہلے بالوہ خاندان جنوبی ایران میں ۹۳۲ء سے ۱۵۵۵ء تک

فرمان روا رہا پھر اسی مسلک پر گامزن ہو کر صفوی خاندان ۱۵۷۸ء میں برسر اقتدار آیا۔ اور جبر و تشدد سے اپنے مذہب کو فروغ دیا۔ ان کی دل آزار حرکات اسلامی ترکوں کو ناگوار گذریں۔ چنانچہ فونریز جنگ کے بعد ۱۵۹۸ء میں سلطان سلیم اول نے ایرانیوں کو شکست دیکر خواہان اور دیار بکر کو ترکی قسم رو میں شامل کر لیا۔ اور پھر سلطان مراد چہارم ۱۶۳۸ء میں بغداد پر بھی قابض ہو گیا۔ صفوی قوت

پسند کرتے ہیں۔

از آستان پیرمناں سرچرا کشیم۔

دولت دریں سرادکن گیتی دریں راست

یعنی ہم کو نادری بارگاہ کے سوا اور کہاں آسودگی حاصل ہو سکتی ہے
آپ ہی حکومت کی باگ سنبھال لیں۔

شرائط قبول سلطنت

نادر نے کہا کہ ہمیں تخت و تاج کی ہوس اور عقبت نہیں تقاضہ نہ کرو۔

چنانچہ مہینہ تک یہ سلسلہ رد و قبول جاری رہا۔ جب ایرانیوں نے بہت ہی اصرار کیا تو بادشاہ نے فرمایا۔

حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے چار خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجماعاً ایک دوسرے کے بعد اور خلافت کے منتقل ہونے اور بلاد ہند اور روم اور ترکستان سب کے سب ان کی خلافت کے قائل ہیں اس سے پہلے ایران میں بھی یہی مذہب رائج اور مسلک اول تھا مگر شاہ اسماعیل صفوی

نے اپنے عہد حکومت اس مذہب کو ترک کر کے مذہب تشیع کو شائع کیا۔ اور اس کے علاوہ لبرت (کالی) اور رفض کو جو بے بودہ فعل اور فساد کی جڑ ہے عوام اور ملاحق آدمیوں کی زبان پر جاری کیا اور حقیق شراعت سے انحراف پیدا کر کے امن و امان کو تذر کش کر دیا۔ جس سے زمین ایران میں فتنہ و فساد کے شعلے بلند ہو کر مسلمانوں کو بھسم کرنے لگے۔ ہر راجب تک یہ ذلیل حرکات بند نہ ہوں۔

اہل اسلام فسادوں سے نامول نہیں رہ سکتے اگر ایرانیوں کی حالتی یہ خواہش ہے کہ ایران ہماری سلطنت میں شامل ہو اور وہ اسلام و آسائش کی زندگی بسر کریں تو ان کے لئے لازم ہے کہ وہ اس طریقہ سے متہ مڑ لیں۔ جو اسلاف کلام کے

مذہب اور ہمارے مسلک کے خلاف ہے اور اہل سنت و جماعت کا مذہب اختیار کر لیں۔ لیکن چونکہ حضرت امام جعفر صادق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت سے ہیں اور ممدوح امم اور اہل ایران کو ان کے طریق سے آگاہی ہے تو وہ انہیں اپنا مفقدا بنا کر فروعیات میں ان راہ جہتہاد کی تقلید کریں۔

تمام ایرانیوں نے متفق اللفظ ہو کر اس حکم کو قبول کر لیا چنانچہ اس کے مطابق ایک وثیقہ لکھا گیا اور اس پر ہر سلاطین ثابت کر کے اسے خزانہ شاہی میں محفوظ کر دیا گیا

ایرانیوں کے مفاد کیلئے شرائط نادری

جب نادر شاہ اس کام سے قانع ہوا تو ایرانیوں سے کہا کہ میں تمہارے مفاد اور آسائش کے لئے سلطان روم کی طرف جو خادم کر میں و شریفین ہیں اُلچی بھیج کر پانچ باتیں قبول کرنے کی درخواست کر رہا ہوں تاکہ امت محمدیہ سے تمام ظاہری و باطنی اختلاف رفع ہو جائیں اور روم و ایران میں دوستی پائیدار ہو۔

پچھلی بات یہ ہے کہ جب تم (اہل ایران) نے سابقہ برے عقیدے سے توبہ کر کے اہل سنت کے طریق کو امام برحق جعفر صادق کی تقلید اختیار قبول کر لیا ہے تو روم کے قاضی اور علماء اس کی صحت کے قائل ہو کر تمہارے مذہب کو پانچواں مذہب شمار کر لیں (یہ بات مان لی گئی۔ نامی)

(دوسری بات یہ ہے کہ تم (ایرانیوں) کو اجازت ہو کہ جس طرح چار مذہب (حنفی - مالکی - حنبلی اور شافعی) اپنے اپنے امام کے پیچھے کعبہ معظمہ میں نماز ادا کرتے ہیں تم بھی بطریق جعفری کو سکو۔

(پانچواں مسئلے بننے کی بات نہ بنی۔ نامی)

تیسری بات یہ ہے

کہ ایران کی طرف سے ایک امیر حاج مقرر ہو جسے مصر اور شام کے امیر حاج کی طرح دولت علیہ عثمانیہ کمال اعزاز و احترام کے ساتھ کعبہ مقصود تک پہنچانے کا انتظام کرے۔ (راہ شام سے نہیں بلکہ ازراہ نجف قافلہ جانے کی سلطان نے اجازت دے دی۔ نامی)

چوتھی بات یہ ہے۔

کہ ہر دو حکومتوں کے جو قیدی ہوں انہیں آزاد کیا جائے اور ان کی تنقید و فروخت روانہ رکھی جائے۔

(بہ بھی طے ہو گیا۔ نامی)

پانچویں بات یہ ہے۔

کہ ہر سلطنت اپنا وکیل دوسری میں مقرر کرے تاکہ دونوں حکومتوں کے کام مصالحت سے طے ہوں۔

(بہ بھی قرار پا گیا۔ نامی)

یہ باتیں معلوم کر کے اہل ایران نے نادر شاہ کو لاکھ لاکھ دعائیں دیں اور اقرار اطاعت کر کے شکریہ ادا کرتے ہوئے رخصت ہوئے۔

رومی سفیر دربار نادری میں

صحرائے مغال کے شور سے کے بعد

عبدالباقی خان، مرنا ابوالقاسم صدر اور ملا علی اکبر ملا باشی دربار نادری سے علی پاشا کے ہمراہ دولت علیہ عثمانیہ کی طرف سفیرین کو روانہ ہوئے اور وہاں سے بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ مصطفیٰ پاشا دای موصل جو دولت عثمانی کے وزیر معتبر تھے، عبداللہ آفندی صدر انطولی اور جلیل آفندی قاضی اورنگ کے ہمراہ بغداد کی راہ سے وارد اصفہان ہوئے اور کسان کے راستے

۱۹ محرم ۱۱۸۷ھ بروز سے پچاس دن بعد نادر آباد پہنچے اور عربی گھوڑے ساخت نقل سے مکمل، نفیس تختائے کے ساتھ بادشاہ کی نظر کے لئے نادر شاہ علی اسماعیل تبارل کو رک ٹھوڑا اور اسب بازین دبراق طلا دیئے۔

جو سلطان دم کا نام مبارک یہ سفیر لائے تھے اس دو ادل الذکر امور کی منظوری دینے لگی۔ مگر کعبہ میں رکن پیغم قرار دیئے جانے سے اظہار مخدوری تھا کیونکہ عرصہ بعید سے چہرہ رکن پکارا کر سے مخصوص ہیں ان میں تغیر کو ناموجب ضار ہوگا اور ایرانیوں کے لئے راہ نجف سے اپنے امیر حاج کے ساتھ مکہ معظمہ آنے کی بھی اجازت دینے تھی اور لکھا تھا کہ ان کے راہ شام سے موجب فتنہ ہوگا۔

(نادر شاہ نے یہ تجویز مان لی اور مہذبہ ہر کی کر بخدا کے محض اقرار فی حایوں کو ہر قسم کی سہولت مہیا کر دی گئی) نادر شاہ نے چونکہ جعفری مذہب کو پانچواں مذہب قرار دیا جانا ضروری جانا اس لئے اس کے فیصلہ کے لئے علی مردان خان بیگلربیگی کو سفیر مقرر کر کے مصطفیٰ پاشا اور آفندیوں کے ساتھ صفر کی پہلی تاریخ دربار عثمانی کی طرف رخصت کیا۔

شاہ اسماعیل کی جاری کردہ بدعت نیری

جب اکابرین اہل ایران سب اور رض کی برائیوں سے آگاہ ہو گئے تو نادر شاہ نے ضروری جانا کہ ممالک محروسہ کے تمام باشندوں کو جو حد درجہ سے منہ تہائے کابل اور پشاور تک آباد ہیں امرار حکام و علماء و فضلاء کے ذریعہ مطلع کیا جائے تاکہ تم شہنشاہ کے لطف و کرم کے امیدوار بھی ہو سکتے ہو جب تم شاہ اسماعیل صفوی کی شانہ میں جاری کردہ

خلفائے رابعہ کی خلافت پر اجماع

صحابہ کبار کے اجماع سے جو اہل حل و عقد تھے خلیفہ

اول نہیں قرآن مجید میں
ثانی آئینہ اذ کھما فی الخار۔

کا خطاب دیا گیا ہے صدر نشین مسند خلافت
ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ قرطبہ کے پھر اصحاب کے
اتفاق سے صدیق اکبر کے لقب کردہ خلیفہ فاروق
اعظم مزین مہر و محراب ہوئے پھر جناب ذی النورین
عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد اسد اللہ
الغالب اور مظہر الغرائب علی بن ابی طالب کرم اللہ
وجہہ خلیفہ مقرر ہوئے ان چاروں خلیفوں کا اپنی مدت
خلافت میں باہم بڑا اچھا سلوک اور محبت رہی جس میں
خلاف و نفاق کا شائبہ نہ تھا ان میں رسم اخوت
و الفت قائم تھی اور سب نے دین متین کو مشترکوں
کے شرک اور دشمنی سے مصون و محفوظ رکھا۔ چاروں
خلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد تمام اہل اسلام
اصول و عقائد میں متفق رہے اگرچہ بوجہ جدید مسائل
کے درپیش آنے کے ائمہ مجتہدین کے اور علماء اسلام
کے دربارہ ادائے صوم و صلوٰۃ اور حج وغیرہ فروع
میں اختلاف پڑ گیا۔

مگر اصول مذہب اور حضور رسالت پناہ اور
آپ کی آل و اصحاب کی محبت کے بارے میں کوئی نقص
و قصور اور خلل و فتور واقع نہ ہو۔

اور شناہ اسماعیل کے زمانہ ظہور تک یہی دستور
قائم رکھا۔

سب و فض کی لعنت سے نیز اسی ظاہر کر دو۔ شاہ مذکور
نے یہ بدعت جیوان طینت عوام کو اغوا غنایا اور دنیا
دنی کے حصول کے لئے اپنے ساتھ ملا کر جاری کی تھی اور اہل
اسلام کے درمیان نفاق شقاق کا بیج بویا تھا جس کا
نتیجہ یہ ہوا کہ نقار کی بن آئی۔ اور مسلمانوں کا ننگ نہاوس
اور جانی ان کے ہاتھوں پر باد ہویش پسند اس کی
اصلاح کے لئے بادشاہ نے صحرائے مخان میں مجلس شوریٰ
منعقد کی اور وہاں ایران کے تمام مہتممین نے شاہ
اسماعیل کی پھیلائی ہوئی بدعت سے انہار نیز اسی
اور خلفائے راشدین سے دل و زبان سے اظہار عقیدت
کیا۔ اور باخبر عاموں اور دین دار فاضلوں نے ہمارے
(نادر شاہ) کے سامنے اقرار کیا کہ حضرت خیر المسلمین
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الطہین کے اعلان کے نبوت
کے بعد صحابہ راشدین میں سے ہر اک نے دین
مبین کی اشاعت کے لئے اہل و عیال اور قریبی
رشتہ داروں کو چھوڑ کر بد طینت طعنہ زلوں کے طعنوں
کی پرواہ نہ کر کے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ
وسلم کے شرف صحبت سے ممتاز ہوئے اور اپنی کے
حق میں آیہ کامل

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ
وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ
بِإِحْسَانٍ -

یعنی سب سے زیادہ اللہ کے نزدیک بلند درجہ
وہ مہاجر و انصار ہیں جنہوں نے قبول دین میں
سبق کی اور پھر وہ جو احسان سے ان کے نقش قدم
پر چلے۔

نازل ہوئی

فرمان نادر شاہ میرے ترک سب ورفض

اب ہم (نادر شاہ بادشاہ) نے ایران کے تخت پر عہدس فرما کر اسی سابقہ عقیدہ پر قائم ہونے کی تلقین کی ہے اور اہل ایران سب اور رفض کی بدعت ترک کر کے چارارکان دین میں (خلفائے راشدین) کی محبت اور دوستی پر ثابیت قدم ہو گئے ہیں اور ہم نے اعلیٰ حضرت فلک رفعت، خاقان البیرین، سلطان الجوزین، خادم الحرمین الشریفین، ثانی اسکند ذی القرنین، بادشاہ اسلام برادر دالا احتشام یعنی سلطان ممالک روم کی خدمت میں لکھا ہے کہ اہل ایران کے لئے پانچ حقوق (جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے) تسلیم کریں۔ امید ہے وہ ان کو تسلیم کریں گے۔

اس وقت ہم ہنگام در بند مقیم ہیں ہم نے بطور تجدید اور تاکید مزید علامۃ العلمیہ و ملا علی اکبر بلا ہاشمی اور دوسرے علماء کرام سے جو حاضر درگاہ ہیں خدمت و جلوت میں دریافت کیا تو انہوں نے سب ورفض سے بیزار سی اور خلفائے راشدین سے ولادت محبت کی استواری کا اقرار کیا۔ اور ہمارے دل میں ان کی طرف سے کوئی شبہ نہیں رہا اور یقین ہو گیا کہ رفض و بدعت اور اختلافات، شاہ اسمعیل صفوی کی فتنہ انگیزی کا نتیجہ تھا۔ ورنہ شروع اسلام سے تمام مسلمان ایک ہی مسلک پر گامزن اور ثابیت قدم تھے۔ علماء ایران کے اس یقین و اقرار کی بنیاد پر ربانی اور الہام سبحانی سے ہم نے حکم دیا۔ کہ چونکہ ابتدائے اسلام سے لے کر شاہ اسمعیل کے ظہور تک تمام خلفائے راشدین کو خلیفہ برحق مانتے چلے آئے تھے

اس لئے آئندہ بھی سب کو قائم رہنا اور سب ورفض سے بچنا چاہئے لہذا ضروری ہے کہ معزز خطیب اور محترم نقیب ممبروں پر خلفائے راشدین کے اسماء گرامی اللہ مناقب بیان کریں۔ اور تحریر و تقریر میں ان کے مقدس نام عز و احترام سے لیں۔

اسی غرض سے ہم نے علّامی و فہامی۔ خلافتہ الفضلار الکرام میرزا محمد علی نائب الصدورت ممالک محروسہ کو اپنے مقبوضہ ممالک میں روانہ فرمایا کہ ہمارے حکم سے لوگوں کو دور و نزدیک مطلع کریں اور وہ اس کو سن کر قبول کریں۔ اس امر کی خلاف ورزی عذاب الہی کا موجب ہوگی۔ اور غضب شاہنشاہی کے مورد ہوں گے۔

نادر شاہ کا موصل میں حملہ اور اسکے نتائج

چونکہ محمد آقا احمد پاشا سے پانچ مطالبات مذکورہ کا فیصلہ کرنے کے لئے کوکوک سے روانہ ہو چکا تھا۔ اس لئے بادشاہ نے وہیں قیام رکھا۔ مگر کوکوک ہی میں بادشاہ والا جاہ سلطان روم کا فرمان صادر ہوا کہ شیخ الاسلام اور افسدیان عظام کے فتوے کے بموجب چونکہ طائفہ ایران کا مذہب مخالفت اسلام ہے اس ان کا مباح ہے یہ فرمان اور فتوے عبداللہ آقادی کے ہاتھ موصل پہنچا اور حسین پاشا وائی حلب پاشا اہل اور لشکر عثمانی کے ساتھ حسین پاشا وائی موصل کے پاس پہنچ گئے یہ خبر سن کر بادشاہ مشتعل ہوا اور ہم ارجب کو موصل کی طرف کونج کیا۔

جمعرات ۳۳ ربیع الثانی کو موصل سے چار فلاںک پر پہنچ گئے توج پاشا جو محاطین قلعہ میں سے تھا۔ قلعہ میں سے نکل کر

چونکہ احمد پاشا کو مصالحت کے لئے تیار کیا گیا تھا اس لئے نادر شاہ نے رمضان کی دوسری تاریخ کو کوک کی طرف مراجعت کی اور لشکر کو وہاں چھوڑ کر بھڑی سی جمیعت کے ساتھ مزارات کی زیارت کو روانہ ہوئے شہر دان پر سلیمان پاشا حاکم بغداد محمد آقا اور دوسرے معتبروں کے ساتھ احمد پاشا کی طرف سے پیش کش لے کر ملے اور عطاء خلعت ہائے لائقہ سے سرفراز ہوئے اس کے بعد محمد آقا مہاجر کی اطلاع دینے کے لئے احمد پاشا کی طرف سے دربار قیصری کو روانہ ہوا۔ نادر شاہ نے کاظمین کی زیارت کر کے احمد پاشا کی بھیجی ہوئی آراستہ پیلاستہ کشتیوں پر درجہ کو عبور کیا اور مزار کثیر الانوار حضرت ابوحنیفہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور دوسرے مزارات کی بھی زیارت کی۔ دوسرے دن حلقہ کی راہ سے عازم نجف اشرف ہوئے۔ آپ کی خواہش یہی تھی کہ مذہب اسلام کی مدد کی جائے اور امت محمدیہ سے نزاع اور تفرقہ دور کیا جائے۔

وثیقہ مصالحت اور اسپر عمل۔

اس غرض کے لئے نادر شاہ نے مشہد - حلقہ - بغداد وغیرہ کے علماء کو جمع کیا اور مجلس مشورت منعقد کی تاکہ وہ مل کو منافرت، منہایت اور مشاجرت کی باتوں کو رفع کریں چنانچہ سب نے متفق ہو کر رقم حروف سے ایک وثیقہ لکھوایا اور تمام حاضرین اور علماء حضلاء کی ہزرا سے مزین کردہ کے خزانہ میں رکھا اور اس کی نقول ممالک محروسہ

سماخنے آیا۔ مگر کچھ آدمی کڑا کر قلعہ نشین ہو گیا۔ ۲۵ تاریخ بروز سہ شنبہ فوج نادری حضرت یونس بن متی علیہ السلام کے مزار کے چار میں خیمہ زن ہوئی۔ بادشاہ نے کہا: بھیجا کہ موصل کے دو عالم گفتگو کے لئے بھیج دو۔ مگر پاشاؤں نے کابلی سے کام لیا۔ ہند بادشاہ کے حکم سے قلعہ کا دو جانب سے محاصرہ کر کے توپوں سے آگ برسائی شروع کر دی گئی محافظین قلعہ کو معلوم ہو گیا کہ نادر شاہ حصول مطلب کے بغیر نہیں ٹلے گا۔ لہذا علماء آفندی اور روس تازائی گھوڑوں کی پیش کش لے کر حاضر دربار ہوئے اور کہا کہ ہم دربار قیصری میں ایک وفد بھیج دیتے ہیں۔ امید ہے کہ جوابات دونوں سلطنتوں کی بھلائی کی ہوگی۔ وہ ملے پا جائے گی۔

خاوند شاہ اس پر راضی ہو گیا اور ان کو خلعت دے کر رخصت کیا۔ چنانچہ پاشاؤں نے موصل کے قاضی اور مفتی کو چاند عثمانی معتدوں کے ساتھ اسلامبول کی طرف روانہ کیا۔ اس اثنا میں محمد آقا جو احمد پاشا کی طرف دربار عثمانی میں حاضر ہوا تھا واپس آیا اور خبر دی کہ مجھے بادشاہ اسلام پناہ نے طلب کر کے بالمتافریا ہے کہ ہمیں برادرانہ اور دوستانہ تعلق سے یہ توجہ نہیں ملتی کہ نادر شاہ حد دستور سے تجاوز کریں گے اگر ان کی غرض حصول مدعا ہے تو اس بارے میں گفتگو کر لیں۔ جو مناسب ہو گا فیصلہ کیا جائے گا لیکن ایرانیوں کا پانچواں مذہب قرار دینا فتنہ پیدا کرنے اور سلطنت میں خلل اندازی کا موجب ہے اس لئے اس مطالبہ سے دست کش ہو جائیں۔

میں ہر جگہ ارسال کیں۔ دثیقہ مذکور کی تخریج یہ ہے
اس دثیقہ کی تخریر سے غرض یہ ہے کہ حضرت
خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے بعد
صحابہ کرام راشدین سے ہر اک نے مال و جان کے صرف
سے دین مبین کی خدمت کی اور اپنی دلی کوششوں اور
مجاہدوں سے آیت سراپا ہدایت۔

وَالْبَقِيَّةُ إِلَّا وَلَوْنِي مِنَ الْمُهَاجِرِينَ
وَالْأَصْدَارِ۔ کی تشریف سے سرفراز ہوئے۔

حضرت سیدالابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت
کے بعد اجماع صحابہ کبار سے حوامت کے مفاد کے
دل دادہ تھے کارِ خلافت خلیفہ اَدَل

ثَانِي اثْنَيْنِ اِذَا هُمَا فِي الْخَارِ

صدرِ ثنین خلافتِ احمد مختار بنی بکر صدیق رضی اللہ
متعالیٰ عنہ کے سپرد ہوئے۔ اور ان کے بعد صحابہ کے
لنصب و نص سے فاروق اعظم مزین مخراب و مہاجر
بن خطاب قرار پائے ان کی بعد شنوری اور اتفاق
سے حضرت ذی النورین عثمان بن عفان اور پھر امیر اللہ
الغالب مظہرِ حجاب والفراس اب علی ابن ابی طالب
رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے۔ چاروں خلیفے اپنی
اپنی خلافت میں آپس میں شہر و شکر اور شفق و متحد
اور خلوص سے ایک دوسرے کے دوست تھے اور
انہوں نے دینِ مبین اور ملتِ محمدیہ کو شرک و کفر کی
لوٹ سے مصون و محفوظ رکھا۔

خلفائے راشدین کے عہد کے بعد بنی امیہ کا
دورِ خلافت آیا اور بنی عباس کا یہ بھی ملتِ اسلامیہ

میں شامل اور درست عقیدہ رکھتے تھے۔ اور چاروں
خلیفوں کی خلافتِ راشدہ کے قائل تھے مگر جو ب
۹۰۴ء میں شاہ اسماعیل صفوی نے عروج کر کے حکومت
عالم کی تو آذربائیجان، اگیلان اور اردبیل کے علماء
کو آمادہ کیا کہ وہ خلفائے ذی شان کے خلاف لوگوں کو
اکسائیں اور وہ ان کی متابعت اور احترام سے رو
گردانی کریں۔ اور مزید برآں ان اصحابِ ثلاثہ کی امانت
کے لئے سبب اور رفض شائع کیا جس کے بیان سے
زبانِ قلم کا خاموشی اختیار کرنا ہی لازم ہے۔ یہ بے ادب
باتیں مسجدوں کے منبروں پر کہی جاتی تھیں۔ ان نصیحتوں
کے اعلانیہ بیان کا یہ اثر ہو کہ اہل سنت و جماعت
نے اس فرقہ کے خلاف عملی قدم اٹھایا۔

اور معاملہ یہاں تک بڑھا کہ حضرت خیر الوری
صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیٰ فرنگستان اور دوسری لائٹ
میں غلام بنا کر رکھے اور خریدے گئے اور یہ حادثہ سلطان
حسین کے عہد تک جاری رہا۔ سلطان حسین
صفوی خاندان کا لواں بادشاہ تھا۔ جو ۱۱۰۵ھ
سے ۱۱۳۵ھ تک برسرِ حکومت رہا۔ اسی کے دور
حکومت میں لبر کر دی گئی قوم افشار محمد افغان نے
علمِ استقلال بلب کیا۔ اور ہرات و مشهد پر قبضہ
کر کے پھر سات ماہ کے محاصرہ کے بعد دارالسلطنت
اصفہان بھی ۱۱۳۵ھ میں چھین لیا۔ اسی اثنا میں نعل
سٹر براؤں و رفروزی ۱۲۵ھ کو تمام صفوی شاہ
زادے قتل ہوئے پھر انٹرف افغان کا ۱۱۳۷ھ
سے ۱۱۴۲ھ تک ایران پر قبضہ رہا۔ صرف مانندلان

میں مفصل مذکور ہے جس کا ترجمہ انجمن دائرۃ الاصلاح نے بنام در منظرہ تادریث لکھ کر کے مفت تقسیم کیا تھا نامی ح تسلیم کیا گیا۔ کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد اجماع امت سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اول قرار پائے اور ان کے بعد ان کی رض اور صحابہ کرام کے اتفاق سے فاروق اعظم عمر بن خطابؓ اور پھر باہمی مشورے اور اتفاق صحابہ سے ذی النورین عثمان بن عفانؓ اور ان کے بعد امیر المومنین علی بن ابی طالب خلیفہ مقرر ہوئے اور یہ

سب آیت - ر
وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْأَيْمَنِ ۚ

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُسْلِمِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ

اور حدیث شریف

اصحابی کا النجوم یا لہم اقتدیتم
اھتدیتم۔

کے مصداق اور خلیفہ برحق ہیں۔ یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ ان میں باہمی رابطہ اتحاد مضبوط تھا اور بدرجہ کمال محبت و مودت باہمی تھی۔ اور کسی قسم کی شکریہ اور اختلاف نہ تھا۔ ان کی باہمی دل بستگی یہاں تک تھی کہ حضرت علی نے حضرات شیخین ابو بکر و عمرؓ کے حق میں فرمایا۔

امامان قاسطان عادلان کاظ علی

میں صفوی حکومت قائم رہی۔ دس سال کی بد نظمی اور روسیوں اور ترکوں کی پورکش کے بعد نادری قلی جو قاری ترک تھا ۱۱۸۸ھ میں فرمانروائے ایران قرار پایا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے نامی یا خود ان شجرات فرمانروایان اسلام مولف مسٹر لین پول

اس کے بعد قندھار کے افغانوں اور روسیوں اور روسیوں نے ایرانیوں کو قلع قمع ضروری جانا۔ بعد ان نادری تے نائبہ ایزدی سے غلبہ حاصل کیا اور ۱۱۸۸ھ میں اہل ایران نے صحرائے مغان میں مشورہ کر کے اس کو اپنے ملک کا فرمانروا تسلیم کر لیا اور جیسا کہ پیشہ از میں مذکور ہوا اہل ایران نے صحابہ کرام علیہم ارضوان کے لعن و تبرائے توہم کی اور ان کو حقوق دلاتے کے لئے نادری شاہ نے سلطان روم کی طرف رجوع کیا۔ اور جب سات برس کے عرصہ میں اچھیوں کے ذریعہ سے تصفیہ نہ ہوا۔ تو نادری شاہ نے دورانِ اقامت نجف اشرف بنفس نفیس اس معاملہ کو سمجھانے کی ٹھانی اور ایران بلیخ، تہران کے شیوخ اور قاضیوں کو بلا کر فہائش کی۔ کہ نجف مکر بلا، حملہ اور توابع بغداد کے علماء سے مل کر

فیصلہ کریں کہ مذہب اسلام میں کوئی قصور اور فتور نہیں ہے مگر ہم جو صفوی خاندان نے پیدا کیا۔ لہذا علماء کو چاہیے کہ باہمی مشاورت سے ایسا طریق اختیار کریں جس سے امت محمدیہ سے اختلاف اٹھ جائے فسادات رفع ہو جائیں اور شکوک و شبہات دلوں سے محو ہوں چنانچہ باہمی گفتگو کے بعد جس کی تفصیل جہاں کشائے نادری میں ہمیں دی۔ اور دوسری عربی کتاب مطبوعہ مصر

الحَقِّ وَمَا عَلَى الْحَقِّ -

اور خلیفہ اول (صدیق اکبرؓ) نے جو تھے خلیفہ (علیؓ) کے حق میں فرمایا۔

لَسْتُ بِمُخَيَّرٍ كَمَا وَعَىٰ نَبِيُّكَ -

اور اسی طرح خلیفہ ثانی (فاروق اعظمؓ) نے کہا۔

لَوْ لَا عَلِيٌّ لَهْلَأَ عَمْرٌ - اسی طرح کئی مثالیں

ان کے باہمی اتحاد کی دلیل جن کی تفصیل کی ضرورت نہیں

۹۱۴ء میں شاہ اسماعیل صفوی خسرو چکر کے خلفائے

تلاذ کی نسبت سب و رفض کی اشاعت کی جس سے

مناذ پیلا ہوئے تلاف مال و جان ہوا۔ اور اہل اسلام

میں بغض و عناد کی بنیاد پڑی۔ جتنے کہ سنہ ہشتاد عالم

پناہ (ناور) رتبہ سلطنت اور چہ انداز ہی پر فائز ہوئے

اور جیسا کہ اوپر بیان ہوا صحرائے منان میں ہم داعیان

ہم و افح ہو گیا اور ہم نے عقائد اسلامیہ کو تسلیم کر لیا

اور اب بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم خلفائے راشدین

رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ان کی ترتیب خلافت

کے مطابق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے خلیفہ برحق جانتے ہیں اور اس معاملے میں

کسی قسم کا شک و شبہ نہیں رکھتے۔ رفض اور

تبر سے اظہار بیزاری کرتے ہیں اور اسی طرح

مہرب جعفریہ کی تصدیق کرتے ہیں جس طرح

کہ تدوۃ العلماء الاعلام شیخ الاسلام اور دولت

علیہ عثمانیہ نے فرمایا ہے۔

ہم اسی طریقہ پر اسخ اور ثابت قدم

رہیں گے جو کچھ تحریر کیا گیا ہے اس پر خلوص دل

اور ہمیں قلب سے قائم ہیں۔ اور اس میں غش و

غل قلب کا شائبہ نہیں۔ اگر اس عقیدہ کے

خلاف ہم سے کوئی بات ظہور پذیر ہو۔ تو ہم دین

سے بیگانہ اور غضب خداوند بیگانہ اور سخط

شہنشاہ زمانہ کے مستوجب ہوں گے۔

اس عہد کو دونوں سلطنتوں (ایران و روم)

کے داعیوں یعنی علمائے بحف استرٹ

کر بلا معلل، حد اور توابح بغداد نے

تسلیم کیا۔ کہ امام جعفر صادقؑ جو اولاد

رسول سے ہیں) کا مذہب جیسا علمائے

ایران نے مانا ہے حق ہے اور فرقہ مذکورہ

خلفائے کرام کی صداقت کا قائل اور اہل

اسلام اور امت حضرت سید خیر الانام

علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سے ہن

اب جو کوئی اس فرقہ (یعنی اہل ایران)

سے عداوت دینی رکھے گا۔ وہ خدا اور

رسول اور اکابر دین کے نزدیک خارج از دین ہوگا

اور دنیا میں سلطان عصر کا محتوب ہوگا۔

اور قیامت کے دن خدائے قہار کے لطفت

شدید کا مستوجب قرار پائے گا۔ اسی بیان پر علماء

بخارا اور بلخ نے بھی صدا کیا اور فرما دیا کہ ایرانیوں کو

کسی مسئلہ فردعی میں امتدادیجہ سے اختلاف ہوگا تو

وہ قابل مواخذہ نہیں۔ چونکہ تمام اہل اسلام بھائی

بھائی ہیں اس لئے ان میں لڑ مار اور اسیری

حرام ہے۔

(سلسلہ اشاعت گذشتہ)

شان اسلام عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از سلسلہ

ابوالاعجاز میاں عبدالمجید صاحب زل

حضرت عمرؓ کی بہن کی قوت ایمانی ۲۔

غصہ سے چہرہ لال محاً آپ کا ہوا
دروازہ اس کا پایا نہ لیکن کھلا ہوا
بیٹھی وہ سنار ہی تھیں قرآن پڑھا ہوا
بولے عمر جواب میں۔ میں ہوں کھڑا ہوا
اس رضی کا تھا انہیں کھٹکا لگا ہوا
کیا ہو گا حشر۔ راز جو افشا ذرا ہوا
استاد بھی مکان میں چھپا کا بیتا ہوا
بوڑھ تے ڈرتے آپ سے دروازہ ہوا
جب وقت تھا ابھی میں پس در کھڑا ہوا
تھا کچھ ادھر ادھر ہی کا دفتر کھلا ہوا
اس کا مگر یقین نہ عمرؓ کو ذرا ہوا
فیظ و غضب کا سر یہ تھا اک جن پڑھا ہوا
آخر بہن کا لیل لب گفتار ۱۱ ہوا
کلہ جی کا ہم نے سے دل سے پڑھا ہوا

یہ سن کے بھڑکی اور بھی کچھ آتش غضب
آئے وہیں سے خانہ ہمشیر پر جناب
شوہر کے ساتھ اک صحابی کو اس گھڑی
دستک ہوئی جو در پر تو بولیں وہ اکون ہے
بھائی کا نام سن کے وہ تھرا کے رگنیں
کہتی تھیں ہائے دشمن اسلام ہیں عمرؓ
چھٹ پٹ اٹھا کے رکھ دیا آیات پاک کو
یہ ہو چکا تو بادل پر خوف و اضطراب
پوچھا عمرؓ نے آتے ہی۔ کیا چڑھ ہے تھے تم
بولی بہن کہ ہوتی تھی آپس میں گفتگو!!
حسدی میں گوہر بات بنائی جناب نے
بھینچلے مار پیٹ پر آئے انور حضور
دو چلہ کٹے جب پڑے بھائی کے ہاتھ سے
سن اے عمرؓ کو کرنا ہے مجھ کو وہ کر گذر

ہم پڑھ رہے تھے خصال اکبر کا وہ کلام۔

اس نے جو ہے رسم پڑنازل کیا ہوا۔

حضرت عمرؓ کے دل میں کلام الہی کی عظمت پیدا ہونا۔

سنئے ہی یہ عمرؓ کی طبیعت میں یک بیک
 رہ رہ کے مانگتے تھے بہن سے وہ آئیں۔
 لیکن بہن ذاتی معنی وہ ان کے سامنے
 اصرار اک طرف تھا تو انکار اک طرف
 بولی بہن خدا کی ان آیات پاک کو
 باطن میں تم پلید ہو کچھ اس میں شک نہیں
 بولے عمرؓ نہانے کو تیار ہوں ابھی
 جب غسل کر چکے تو وہ آیات خود پڑھیں
 پیدا اک انقلاب حکم خدا ہوا
 یہ دیکھتے تھے۔ ان میں ہے کیا کچھ دکھا ہوا
 بے حوصلی کریں گے۔ یہ ڈر تھا دکھا ہوا
 صند میں گر بہن سے بھائی بھابھ ہوا
 ناپاک کے لئے کہیں چھونا روا ہوا
 یہ ظاہری بدن تو ہو لیکن دھندلا ہوا
 فی العذر اہتمام وہیں غسل کا ہوا
 چند ایک کا یہ تر تہہ نیچے دیا ہوا
 طہ ما اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْفُرْكَانَ رَلْتَشَقُّا۔

تم (اے نبی) اٹھاؤ مشقت (جواہر)
 الاَنْذِ كَرَّةً لِّمَنْ یَّخْشٰی۔

اس کے لئے ہے مگر یہ نصیحت کہ جو کوئی
 تنذیر لاکر مہمن خلق الارض والسموات الخلا۔

اس ذات نے امارت ہے جس نے زمین کو
 المرجلن علی الارض استوی۔

رعن بھی اسی کا اک نام پاک ہے
 لَّا مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا۔

جو کچھ ہے آسمانوں میں جو کچھ زمین میں
 وَمَا تَحْتَ الثَّرِی۔

سب کچھ اسی (خدا) کا ہے (یہ اور وہ بھی ہے)

تحت الثری میں (نظروں سے جو ہے چھپا ہوا)

حضرت عمرؓ کا شرف باسلام ہونا۔

دیکھی عمرؓ نے جب یہ فصاحت کلام کی
تو آپ اس نتیجہ پہ پہنچے کہ بالیقین
اک بے غوی سی ہو گئی طاری جناب پر
وقت ہوئی کچھ ایسی کہ آسنو نکل پڑے
نکلے تھے جس کے قتل کی خاطر مکان سے
دیوا دار خسا ز ارقم کو چل دیئے
بیٹھے ہوئے تھے سرور کوئین اس جگہ
فریاد اس کو آنے دو۔ دروازہ کھل دو
حاضر ہوئے جو خدمت اقدس میں لیں عمرؓ
کہنے لگے وہ دست نئی چوم چوم کر
مسجد میں پانچ وقت دھڑلے سے ہونڈی
حلقہ بگوش دیں اگلے جب حضرت عمرؓ

اسلامیوں کا عرب میں سوا ہوا

وہ مقرر کیا کہاں ہیں جہتے ہیں تیغ سے
اس واقعہ کو پڑھ کے وہ انصاف ہے کہیں
عجائب خفا صداقت قرآن کا ازل
دنیا میں بول بالا ہے اسلام کا ہوا
شمشیر اٹھای سے یہاں کام کیا ہوا
جس پر عمرؓ سادہ می دل سے فدا ہوا (باقی)

بالکل مفت

رسالہ صحیفہ اہل حدیث کی ۷۳ ویں سالگرہ کی خوشی میں

ادارہ کچھ مسائل تقیم کر رہا ہے آپ بھی ایک کلرڈ پر اپنا پورا پتہ لکھ کر طلب

فرما لیجئے پر اعلان صرف ماہ محرم ۱۴۳۷ھ کیلئے ہے۔ - منظم صحیفہ اہل حدیث کراچی -

کتاب بھترین رفیق ہے

پیام حق :- حضرت مولانا تھوڑا صاحب گوی کی آخری محرکتہ ادارہ ترقی مذہب شیعہ پر سیر حاصل تفریق کیا گیا ہے قیمت - ۱/۸ -
 تفسیر آیت مباہلہ :- حضرت مولانا عبد الشکور صاحب کعبہ نقل متوالواذ ع ابنا ربنا کرم کی صحیح تفسیر اور شیوخ کے مخطوطہ کا انوار - ۱/۴ -
 تفسیر آیت میران ارض :- مصنف ایضاً آیت ولقد کتبنا فی الذابوا الخ خلفائے راشدین کی خلافت کا ثبوت - قیمت - ۱/۴ -
 تفسیر آیت والی الامر مکرہ :- مصنف ایضاً اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول والی الامر منکم کی تفسیر اور شیوخ کے مخطوطہ کا جواب - ۱/۴ -
 تفسیر آیت معینہ :- مصنف ایضاً آیت محمد رسول اللہ والذین معہ الخ کی تفسیر حضرت خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا خلیفہ ہونا ثابت کیا گیا ہے قیمت - ۱/۴ -
 تفسیر آیت تمکین :- مصنف ایضاً تفسیر آیت الذین مکناہم فی الارض جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ حضور صلعم کے مہاجرین کی بارگاہ الہی میں بڑی عزت تھی ان میں سے ہر اکرامت و خلافت کی قابلیت رکھتا تھا اکی خلافت کے قرآن کی موافق خلافت ہے ان کے عہد خلافت کے تمام کام خدا کے پسندیدہ و مقبول تھے - قیمت - ۱/۴ -
 تفسیر آیت رضوان :- مصنف ایضاً آیت لقد رضی اللہ عن المؤمنین کی تفسیر جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ حضرات خلفائے ثلاثہ اور تمام صحابہ مدینہ منیہ جنتی ہیں - اور خزانے اللہ سے اپنی رضامندی کا اعلان کر دیا - قیمت - ۱/۴ -
 تفسیر آیت صوۃ القرئی :- مصنف ایضاً تفسیر آیت قل لا اسئلكم علیہ اجرا جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ شیعہ جو اس آیت کے حوالہ سے محبت اہل بیت کو اجراء رسالت کہتے ہیں یہ قرآن کی معنوی تخریج اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر بحث جملہ ہے البوالا مہ کی تعلیم :- مصنف ایضاً جن میں شیوخ کتب سے ثابت کیا گیا ہے کہ کوئی شخص جو حضرت علی قیامت - ۱/۱۰ -
 اور پیر و کلام اہل بیت کو کام نہیں ہو سکتا جب تک کہ مذہب حق اہل سنت و الجماعت اختیار نہ کرے قیمت - ۱/۸ -
 کشف السلبس حصہ دوم - جس میں فضائل صحابہ اور دیگر مسائل پر مکمل بحث کی گئی ہے قیمت ۱/۸ -
 تحقیق فدک :- مصنف مولانا سید احمد شاہ صاحب بخاری انبواہی -

نہایت بہترین قابل دید کتاب ہے • قیمت - ۱/۱ -

ملنے کا پتہ

مکتبہ عرب الانصار و منیر شمس الاسلام ڈاک خانہ شمس الاسلام بھیرہ (پاکستان)